بسم اللہ الرحمن الرحیم‘ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد46 — شمارہ 10

ہفت روزہ

# بدر

قادیان

مسیح موعود نمبر

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
محمد نسیم خان
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن۔

26 شوال 3 ذیقعدہ 1417 ہجری 6/13 امان 1367 ہش 6/13 مارچ 97ء

ہفت روزہ بدر، قادیان-143516

## اخبار احمدیہ

لنڈن ۲۸ر فروری (مسلم ٹیلی ویون احمدیہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیرو عافیت ہیں۔ حضور انور نے آج خطبہ جمعہ میں گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں ہی احباب جماعت کو توبہ و استغفار کرنے اور اس تعلق میں صحیح عرفان حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمرو مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ادارہ)

# یہ روز کر مُبارک سُبْحان مَنْ یَّرَانی

## خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام میں خوشیوں کی تقاریب

### احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو

# مبارک صد مبارک

لنڈن۔ (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے عید الفطر کے مبارک روز ۹ر فروری کو بعد نماز ظہر و عصر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی عزیزہ عطیۃ المجیب (طوبیٰ) سلمہا اللہ کا نکاح مکرم مرزا بشیر احمد صاحب ابن مکرم مرزا نسیم احمد آف لاہور کے ساتھ دس لاکھ روپے (پاکستانی) حق مہر پر پڑھایا۔ اسی طرح مکرم ملک فاروق صاحب کھوکھر آف ملتان کی بیٹی عزیزہ مکرمہ عطیہ النور کا نکاح مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے ساتھ پچھتر ہزار روپے (پاکستانی) پر پڑھایا۔

حضور انور نے پہلے عزیزہ عطیہ النور کا نکاح پڑھایا پھر اپنی صاحبزادی عزیزہ عطیۃ المجیب طوبیٰ کا نکاح پڑھایا۔

تشہد و تعوذ اور نکاح کی مسنونہ آیات کی تلاوت کے بعد حضور نے تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ ہی کی شرط کے ساتھ نکاح کی کامیابی اور خوشیاں وابستہ ہیں۔ حضور نے بتایا کہ تقویٰ کا مفہوم اللہ کی رضا ہے مطلب یہ ہے کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو کہ اللہ کا پیار تم سے جاتا رہے اس خوف میں زندگی بسر کرو کہ کہیں اللہ اپنے پیار کی نظر تم سے نہ ہٹا لے۔

خطبہ نکاح میں حضور نے ہر دو نکاحوں میں فریقین کے بزرگ آباء واجداد کا مختصر تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ تعارف یہ بتانے کیلئے کر رہا ہوں کہ آپ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ہم کس کی اولاد ہیں اور اس تعلق میں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کو یاد رکھیں۔

حضور نے بتایا کہ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں اور اس نسل سے جس کا تعلق حضرت اماں جان سے ہے یعنی میر محمد اسحاق صاحب کی بڑی بیٹی امۃ النصیر اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور مرزا خورشید احمد صاحب کی شادی حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے ہوئی۔ تو دونوں طرف سے رشتہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ اسی طرح مکرم فاروق کھوکھر صاحب کی بچی عزیزہ عطیۃ النور کی والدہ بھی مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کی بہن ہونے کے ناطے وہی رشتے رکھتی ہیں اور خود ملک فاروق کھوکھر صاحب بھی حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے نواسے ہیں۔

حضور نے صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ کے متعلق فرمایا کہ میری سب سے چھوٹی بیٹی ہے اور جہاں تک میں نے نظر رکھی ہے بچپن میں جہاں تک تربیت کا حق ادا کر سکا ہوں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا ترس بچی ہے دعائیں کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بسا اوقات بہت ہی پاکیزہ رویا دکھاتا ہے اس لئے میں آئندہ نسلوں کیلئے خیر ہی کی توقع رکھتا ہوں۔

عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ میری مرحومہ اہلیہ کے بڑے بھائی مرزا نسیم احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں اور باپ کی طرف سے ان کا رشتہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ سے ہے یعنی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا رشید احمد صاحب کی اولاد ہیں اور دولہا کی والدہ مکرمہ شاہدہ بیگم حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ دونوں طرف کی جو باتیں میں نے بیان کی ہیں یہ بڑائی کی نہیں خوف کی باتیں ہیں۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ تمہارا سفر کن لوگوں سے شروع ہوا ہے۔ آئندہ جن کا سفر تم سے شروع ہو گا وہ بھی تو کچھ کہہ سکیں ان کو بھی تو دل میں یہ طمانیت ہو کہ ہم خدا کے نیک بندوں کی اولاد ہیں انہیں نیکیوں کو جاری رکھنے والے ہیں۔ ایجاب و قبول کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔

### تقریب آمین:

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں عزیزم مرزا عدنان احمد ناصر ابن مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزم عدنان احمد سے قرآن پاک کی آخری تین سورتیں سنیں اور دعا کروائی۔

عزیزم عدنان احمد ناصر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پوتے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نواسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ تقریب عزیزم عدنان احمد کیلئے اور افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بہت بابرکت فرمائے۔

عزیزم کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم مبارک احمد صاحب شاد (مؤذن مسجد فضل لندن) کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے بھی مبارک فرمائے۔

خوشیوں کے ان مواقع پر ادارہ بدر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جملہ افراد خاندان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور تمام احباب جماعت ہائے عالمگیر کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں۔ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ وبار ہوویں اک سے ہزار ہوویں۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان::

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان — اداریہ — 6/13 مارچ 1997

# صداقتِ اسلام کا چمکتا ہوا نشان

(۴- آخری)

گزشتہ گفتگو میں درج کردہ پیشگوئیوں کے عین مطابق پنڈت لیکھرام کا انجام ہوا اور وہ ۶؍مارچ ۱۸۹۷ء کو بقول آریہ صاحبان کے شدھی کی غرض سے ان کے پاس آنے والے ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ جو ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق پسر موعود تھے اور جن کی پیدائش سے قبل پنڈت موصوف نے نہایت حقارت سے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے اپنی جانب سے خدائی الہام بنا کر کہا تھا کہ پرمیشور نے انہیں بتایا ہے کہ۔ لڑکا کیا تین سال کے اندر خود حضرت مسیح موعودؑ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُسی پسر موعود نے پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی صداقت ظاہر کرتے ہوئے اپنی کتاب "دعوۃ الامیر" میں یوں لکھا ہے۔

"ان تمام پیشگوئیوں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو مختلف اوقات میں خبر دی گئی تھی کہ (۱) لیکھرام پر کوئی عذاب نازل کیا جائے گا جس کا نتیجہ موت ہوگا (۲) یہ عذاب چھ سال کے اندر آئے گا (۳) یہ عذاب جس عید کے ساتھ کے دن آئے گا وہ دن عید کے دن سے بالکل ملا ہوا ہوگا یعنی عید کے پہلے یا پچھلے دن سے (۴) لیکھرام سے وہی سلوک کیا جائے گا جو گوسالہ سامری سے کیا گیا تھا اور وہ سلوک یہ تھا کہ گوسالہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلایا اور دریا میں ڈال دیا گیا تھا (۵) اس کی ہلاکت کیلئے ایک شخص جس کی نظروں سے خون ٹپکتا تھا مقرر کیا گیا ہے (۶) وہ رسول کریم ﷺ کی تلوار کا کُشتہ ہوگا۔ یہ نشانات اور علامتیں اتنی واضح ہیں کہ ان کے منطوق اور مفہوم کی نسبت کچھ بھی شبہ نہیں رہ جاتا۔ ان پیشگوئیوں کے پورے پانچ سال بعد جبکہ دشمن ہنس رہے تھے کہ پانچ سال گزر گئے اور کچھ بھی نہیں ہوا اور مرزا صاحب جھوٹے نکلے۔ عید الفطر جو جمعہ کو ہوئی تھی دوسرے دن ہفتے کو عصر کے وقت لیکھرام کسی نامعلوم شخص کے تیز خنجر سے زخمی کیا گیا اور اتوار کے دن مر گیا"۔ (دعوۃ الامیر صفحہ ۲۲۰)

لیکھرام کو اپنی زندگی میں ایک یہ بھی صدمہ پہنچا کہ ان کی زندگی میں ہی اُن کا اکلوتا بیٹا ۱۸۹۶ء میں وفات پا گیا۔ اور ان کی اہلیہ جولائی ۱۹۰۷ء کو شدید طاعون کے دنوں میں فوت ہوئیں۔

پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد بعض آریہ صاحبان نے شور مچایا کہ نعوذ باللہ من ذلک یہ قتل حضورؑ نے روایا ہے اس پر ۸؍اپریل ۱۸۹۷ء کو حضورؑ کے گھر کی تلاشی لی گئی اور ہر طرح سعی کی گئی لیکن قتل کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

اسی پر بس نہیں لیکھرام کے قتل کے بعد آریہ صاحبان نے حضورؑ کے خلاف بھی قتل کی سازشیں کیں اور خفیہ طور پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا جو حضورؑ کو قتل کریں اور کئی لوگوں کی طرف سے اس وقت حضورؑ کے پاس دھمکی آمیز خطوط بھی موصول ہوئے۔ اور یہاں تک لکھا کہ عید الفطر کو تو لیکھرام کا واقعہ ہوا لیکن مرزا قادیانی خبردار رہیں۔ نعوذ باللہ ان کا واقعہ عید الاضحیہ کے روز ہو جائے گا۔ (اخبار آفتاب ہند ۱۷؍مارچ ۱۸۹۷ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۶۸)

یہ بھی عجیب خدا کی قدرت ہے کہ آریہ صاحبان کے ایماء پر جب حکام حضور کے گھر کی تلاشی کے لئے آئے تو دورانِ تلاشی وہ کاغذات بھی ملے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ لیکھرام نے خود پیشگوئی کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ بالآخر سیدنا حضرت اقدسؑ نے ان تمام لوگوں کو جو حضور کی نسبت سمجھتے تھے کہ گویا آپ لیکھرام کی قتل میں شریک ہیں درج ذیل فیصلہ کن اشتہار دیا۔

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے وہ اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص (یعنی حضرت اقدسؑ ناقل) سازش قتل میں شریک ہے یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے پس اگر یہ صحیح ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری یہ دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اسی سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہئے اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے"۔ (اشتہار ۱۵؍مارچ ۱۸۹۷ء)

لیکن کسی آریہ صاحب کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ ایسی قسم کھانے کے لئے تیار ہوتے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے لیکھرام کی پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کر کے سیدنا حضرت اقدسؑ کے سلسلہ کو جو عزت و عظمت عطا کی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے۔ کوئی ہے جو پسر موعود کی اس چمکتی ہوئی پیشگوئی اور اس کی صداقت کا انکار کر سکے اور پھر یہ بھی انکار کر سکے کہ اس پیشگوئی کہ مقابلہ پر اٹھنے والے ہر شخص کو خدا کی طرف سے توہین و تذلیل نہیں ہوئی

فاعتبروا یا اُولی الابصار

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ سیدنا حضرت اقدسؑ نے پنڈت لیکھرام سے متعلق اپنی پیشگوئی کو قبولیت دعا کے نشان کے طور پر پیش فرمایا تھا۔ چنانچہ پنڈت موصوف کی ہلاکت سے قبل ۱۸۹۳ء میں آپ نے سر سید احمد خان کی قبولیت دعا سے انکار کے متعلق بعض کتب کے جواب میں اپنی کتاب "برکات الدعا" تصنیف فرمائی اس میں سر سید کو مخاطب کر کے لکھا کہ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالنے والے پنڈت لیکھرام کا حشر بہت برا ہوگا۔ اس لئے سید صاحب اگر فرماتے ہیں کہ دعا میں تاثیر نہیں ہے تو انشاء اللہ میری اس بد دعا کے نتیجے میں جو پنڈت موصوف کیلئے کر رہا ہوں اس کی ہلاکت سے دعا کی تاثیر واضح ہو جائے گی چنانچہ آپ نے سر سید کو مخاطب کر کے فرمایا ہے ۔

ایکہ گوئی گر دعا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب نمائم تراچوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدر تہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں ازما دعائے مستجاب

یعنی۔ "اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعا میں کچھ اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے۔ میری طرف آ کہ میں تجھے دعا کا اثر سورج کی طرح دکھاؤں گا تو خدا تعالیٰ کی باریک در باریک قدرتوں سے انکار نہ کر اور اگر دعا کا اثر دیکھنا چاہتا ہے تو آ اور میری دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہو گئی یعنی لیکھرام کے متعلق میری دعا"۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ لیکھرام کا یہ انجام محض اور محض اس کی ان گالیوں اور دشنام طرازیوں کے نتیجہ میں ہوا جو وہ آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید کے متعلق کرتا تھا۔ اور جن کے چند نمونے ہم گزشتہ مضامین میں پیش کر چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لیکھرام کو بارہا منع کیا تھا کہ وہ ان بد زبانیوں سے باز آ جائے لیکن وہ باز نہ آیا۔ لیکھرام کے واقعہ قتل کے بعد حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

"اگرچہ انسانی ہمدردی کی رُو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رُو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرۂ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں مگر انسان کو چاہئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگزر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ کا خلق ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۳۶۔۳۳۷)

## حرف آخر

یہ تو تھا وہ مباہلہ جو لیکھرام نے ۱۸۸۸ء میں قبول کیا تھا اور جس کا انجام ۱۸۹۷ء کو ہوا۔ ہمارے آج کے اس دور میں بھی ٹھیک سو سال بعد ۱۹۸۸ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک چیلنج مباہلہ دیا اور پھر دوسرا چیلنج اب ۱۹۹۷ء کو دیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آج سے سو سال قبل ۱۸۹۷ء کو علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ ہمارے آج کے اس دور میں وہی سو سالہ پرانی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس طرح آج سے سو سال قبل مباہلوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عظیم الشان ترقیات سے نوازا تھا اور دس سال قبل ۱۹۸۸ء کے مباہلہ کے بعد جماعت کو عظیم الشان فتوحات سے نوازا تھا ۱۹۹۷ء کے اس مباہلہ میں بھی خدائی تائید و نصرت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے شامل حال رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

(منیر احمد خادم)

## مُلکِ ہند میں ایک سُلطانُ القلم پیدا ہوا

ملک ہند میں ایک سلطان القلم پیدا ہوا ✚ جس کی تحریروں کی عظمت مانتا ہے سب جہاں
آسمانی نور سے لکھتا تھا وہ تحریر کو ✚ لفظ سب بن جاتے تھے درِّعدن روشن نشاں
جلسۂ دِین مذاہب میں وہی بالا رہا ✚ اس کو مولیٰ نے بنایا تھا قلم کا پہلوان
سب زبانیں بول اٹھیں سن کے اس تقریر کو ✚ بالا ہے مضمون اس کا جو ہے مرزا قادیاں
اک عصائے موسوی نے توڑ ڈالے سحر سب ✚ مٹ گیا باطل بجا اسلام کا ڈنکا وہاں
مہدیٔ موعود پہ اُترے خزانے علم کے ✚ ان کے چشمے آج بھی دنیا میں ہر دم ہیں رواں
کاش دنیا قدر جانے اور بنے امیدوار ✚ زندہ ہیں وہ تو خزائن ہر گھڑی اور ہر زماں
ایم ٹی اے پہ اس کے چرچے ہو رہے ہیں دم بدم ✚ سن رہا ہے اب تو اس کو ہر گھڑی سارا جہاں
شکر للہ آج ہم بھی تیرے مہدی کے طفیل ✚ پیتے ہیں روحانی شربت ہو رہے ہیں شادماں

(عبد المومن اوسلو ناروے)

# میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے

کہ

# میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

(فرمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام)

## ارشاد ربانی

هو الذی بعث فی الامیّن رسولا منهم یتلو علیهم ایٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ○ واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ○ ذالك فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم ○ (سورۃ الجمعہ: آیت ۳ تا ۵)

ترجمہ:۔ وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم ویابی الله الاان یتم نوره ولوکره الکفرون ○ هوالذی ارسل رسوله بالهدٰی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولوکره المشرکون ○ (سورۃ التوبہ: آیت ۳۲۔۳۳)

ترجمہ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے کے سوا دوسری ہر بات سے انکار کرتا ہے خواہ کفار کو کتنا ہی برا لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ باقی دینوں پر اسے غالب کردے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بری لگے۔

## فرمان نبوی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لایقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیر امن الدنیا وما فیها (صحیح بخاری پارہ ۱۳ کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عادل حکم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر یعنی سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کریگا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم فانزلت علیه سورة الجمعة "واخرین منهم لما یلحقوا بهم" قال قلت من هم یا رسول الله فلم یراجعه حتیٰ سال ثلثاً وفینا سلمان الفارسی وضع رسول الله صلی الله علیه وسلم یده علی سلمان ثم قال لوکان الایمان عند الثریا لناله رجال اورجل من هولاء (بخاری کتاب التفسیر باب الجمعه)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول مقبول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعہ کی آیت واخرین منهم لما یلحقوابهم نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔ جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

## ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۔۸ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وکفیٰ بالله شهیدا"۔ (روحانی خزائن ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۲۷۔۳۲۶)

"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لیگا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں" (روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۳)

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا اله الا الله محمد رسول الله۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۹۔۱۷۰)

"مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیام پہنچا دیا ہے اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۵۷)

"جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت ﷺ کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی۔ ہم نے اس خدا کو اسی نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا۔ اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی کی برکت سے کھولا گیا ہے اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں مگر تعجب ہے کہ دنیا اس سے بیخبر ہے"۔ (چشمہ مسیحی صفحہ نمبر ۲۲)

# خطبہ جمعہ

# عفو سے پہلے دل کا قوی ہونا ضروری ہے۔

## جسے اپنے غصے پر قابو نہیں ہے وہ غیروں سے عفو سے پیش آ ہی نہیں سکتا۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۰ فتح ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۝

وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝

(سورہ الاعراف ۲۰۰ تا ۲۰۱)

ان آیات کے متعلق جو عفو اور درگزر اور نیک باتوں کے حکم سے تعلق رکھتی ہیں ان کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ فجی کا سالانہ جلسہ آج شروع ہو رہا ہے اور دو یا تین دن تک جاری رہے گا۔ انہوں نے درخواست کی تھی کہ چونکہ بعض نئی جماعتیں جو فجی میں پیدا ہوئی ہیں وہ بھی اس جلسے میں شریک ہو رہی ہیں اور خدا کے فضل سے دور دور کے جزائر سے بھی لوگ آئے ہوئے ہیں اس لئے فجی کا ذکر اگر اس خطبے میں ہو جائے تو ان کی دلداری کا موجب بنے گا اور حوصلہ افزائی کا موجب بنے گا۔ تو میں تمام دنیا کی جماعتوں کی طرف سے فجی کے احمدیوں کو السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ کہتا ہوں اور خصوصاً ان نئے مہمانوں کو جو احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اب مہمان نہیں بلکہ گھر والے بن گئے ہیں ان کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتا ہوں۔

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں وہی مضمون نسبتاً مختلف زاویے سے بیان ہوا ہے جو پہلے بھی خطبات میں پیش کرتا رہا ہوں۔ "خذ العفو"۔ عفو کو پکڑ بیٹھ، مضبوطی سے اس پر قائم ہو جا لیکن اس کے ساتھ ہی "وامر بالعرف" اور اس کے ساتھ معروف طور پر جو اچھی باتیں ہیں ان کا حکم بھی دیتا رہ، ان کی نصیحت کرتا رہ۔ عفو کا جو مضمون میں پہلے بیان کرچکا ہوں وہی اس لفظ عفو میں شامل ہے یعنی درگزر ان معنوں میں کرنا کہ گویا کوئی چیز واقع ہوئی نہیں۔ دوسرے اس کو اس طرح دور کرنے کی کوشش کرنا کہ جو شخص کسی خطا کا مرتکب ہوا ہو اس کے دل سے وہ خطا مٹ جائے۔ پس عفو میں اصلاح کا جو معنیٰ ہے یہ قرآن کریم کی آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے اور احادیث نبویہ سے بھی اس مضمون کو تقویت ملتی ہے کہ عفو میں پہلے برائی کو صاف کر دینا دو طرح سے ہے یعنی اپنے دل پر اس کی میل نہ لانا اور اپنے دل کو ایسے شخص سے دور نہ ہٹنے دینا۔

دوسرا توجہ کی وجہ سے اور پیار اور حکمت کے ساتھ اس بدی کا نقش اس کے دل سے محو کر دینا اور ایسا محو کر دینا گویا وہ تھی ہی نہیں۔ "فمن عفا و اصلح" میں یہ مضمون ہے جو بیان ہوا ہے کہ عفو ایسی کہ نہ اپنے دل پر میل آئی نہ دوسرے دل پر میل رہنے دی اور اس کے نتیجے میں اصلاح لازماً طبعی طور پر ہوگی۔ اس عفو کے بعد پھر مثبت تعلیم کی ضرورت ہے اور عرف کی طرف بلانا کہ جب تم کمزوریوں سے پاک ہوئے ہو تو پھر کچھ مثبت قدم نیکیوں کی طرف بھی بڑھاؤ۔ یہ وہ پہلو ہے جس پر ہمیں اپنی اولاد کے تعلق میں بھی ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے اور اپنے ماحول کے تعلق میں بھی ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے کہ جب بھی کوئی خطا ہو اس خطا سے اس طرح عفو کیا جائے جیسا کہ پہلے خطبات میں میں بیان کر چکا ہوں اور پھر اس عفو کے ساتھ ہی اس طرف توجہ ہو کہ عفو کا انداز ایسا ہو کہ آپ ہی کے دل سے میل نہ مٹے بلکہ بدی کرنے والے کے دل سے بھی میل مٹ جائے اور اصلاح کا ایک طبعی نتیجہ اس سے ظاہر ہو۔ جب یہ ہو تو پھر نیکیوں میں آگے قدم بڑھانا ضروری ہے کیونکہ اگر اسی حال پر چھوڑ دیا جائے تو ایسے لوگ پھر واپس اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ سکتے ہیں مگر جب نیکی کا مزاج پیدا ہو جائے اور اس وقت حکمت کے ساتھ اس شخص کو جس کے دل میں ایک نرمی پیدا ہوئی ہے اور نیک بننے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اس کو ہاتھ پکڑ کر کچھ قدم آگے نیکی میں بڑھانا یہ "وامر بالعرف" کے تابع آتا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے ایسا عفو کرو جس کی وضاحت میں آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں کرچکا ہوں اور اس کے ساتھ ہی نیکی پر آگے بڑھا دو تاکہ پہلے مقام کی طرف لوٹنے کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ کام آسان نہیں ہے کیونکہ بعض صورتوں میں جب جہلاء کے ساتھ آپ یہی معاملہ کرتے ہیں تو وہ غلط ردعمل دکھاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ تبلیغ میں ہر قسم کی تکلیف اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب آپ ان کو نیکیوں کی طرف بلاتے ہیں تو اس کے ردعمل میں پھر وہ آپ کو ایسی تکلیف پہنچاتے ہیں جو بعض دفعہ جذباتی اور بعض دفعہ بدنی ہوتی ہے ایسی صورت میں فرمایا "اعرض عن الجٰھلین" جب جہلاء سے یہ معاملہ کرو گے تو اس کے نتیجے میں تکلیفیں پہنچیں گی لیکن "اعرض عن الجٰھلین" کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جہلاء کو نظرانداز کر دو، ان سے مونہہ موڑ لو اور یہ احتمال ہے کہ بعض لوگ یہی معنیٰ سمجھ بیٹھیں۔ جاہلوں سے مونہہ موڑنے کی ان معنوں میں قرآن کریم میں کہیں تعلیم نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کی کوشش کئے بغیر ان سے مونہہ موڑ لو۔ ان کی جہالت کا علم اصلاح کی کوشش کے ساتھ ایک لازمی تعلق رکھتا ہے اور قرآن کریم میں بکثرت ایسی آیات ہیں جن میں جہالت کا علم پہلے سے سوچ کر نہیں حاصل کیا جاتا کہ یہ شخص جاہل ہے اس کو نصیحت نہیں کرنی اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرنی بلکہ ہمیشہ بلا استثناء جہالت کا علم اس صورت میں ہوتا ہے کہ انسان، خصوصاً خدا کے نبی ایک قوم کی جہالت دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر ان میں سے بعض ان سے جاہلانہ طریق پر پیش آتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی جہالت علم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پس عرب قوم کی جہالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جس طرح دور فرمایا اگر "اعرض عن الجٰھلین" کا یہ مطلب لیا جاتا کہ جاہلوں سے کنارہ کشی کر جاؤ، ان کی طرف پیٹھ پھیر کر ایک طرف الگ ہو جاؤ تو عرب میں وہ عظیم انقلاب کیسے برپا ہوتا جس نے جاہلوں کی کایا پلٹ دی۔ پس یہ مفہوم غلط ہے کہ ان سے شروع ہی سے اعراض کرو ہاں جب نصیحت کر بیٹھو تو پھر اعراض کرو اور پھر ان کے ساتھ ضد نہ کرو کیونکہ وہ لوگ جو فطرتاً بدتمیز ہوں، جو نیکی کے نتیجے میں بدی پہنچا رہے ہوں ان سے پھر بار بار سر ٹکرانے کی کوئی ضرورت نہیں اور نسبتاً نیک فطرت لوگوں کی تلاش کرو۔

چنانچہ اس کے معاً بعد فرمایا "و اما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللّٰہ" تم تو نیکی کی تعلیم دو گے ان کی بھلائی کی بات کر رہے ہوگے مگر شیطان کی طرف سے اگر تمہیں "ینزغنک" یعنی ضرور ایسا ہوگا کہ ایسا بعض صورتوں میں ہوگا۔ چنانچہ نون ثقیلہ جب شد کے ساتھ آتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ بعض صورتوں میں ایسا ضرور ہوگا کہ شیطان تمہیں تکلیف پہنچائے گا۔ اور "نزغ" کہتے ہیں چبھونے کو خواہ وہ دل کا کچوکہ لیا جائے یا جسم کا، نیزے کی انی سے چبھویا جائے یا زبان کی نوک سے دل کو زخم پہنچایا جائے دونوں صورتوں میں یہ "نزغ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ پس جب تو ایسی باتیں کرے گا تو مقابل پر نہایت ہی بدتمیزی کی، دل کو تکلیف پہنچانے والی باتیں سننی پڑیں گی اور پھر جسمانی طور پر بھی ایذا رسانی کی کوشش کی جائے گی اس صورت میں "فاستعذ باللّٰہ" کیونکہ اللہ کی خاطر تو نے یہ جہاد شروع کیا ہے پس اللہ کی پناہ مانگ اور اللہ کی پناہ میں آجا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حوالے سے فرماتے ہیں یہ دراصل ایک قطعی وعدہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو کہ اس کے نتیجے میں میں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا کیونکہ جو تکلیفیں ہیں ان کی چارہ گری بھی خدا فرمائے گا اور ان کے گزند سے محفوظ رکھنے کے انتظام بھی خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ پس اگرچہ ایک تکلیف پہنچتی تو ہے مگر اس کے مقابل پر خدا کی طرف سے اتنے پیار کا اظہار ہو جاتا ہے کہ گویا وہ تکلیف کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بارہا نظم میں اور نثر میں پیش فرمایا ہے مثلاً

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تو تیغ تیز سے کاٹتا ہے تو غم اغیار کو کاٹتا ہے یعنی تیغ ایسی جو اپنوں کے لئے پیار اور بھلائی کا موجب بن جائے اپنوں کے لئے مرہم کا کام دے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بار

اُس طرح بیان فرمایا کہ اس کی اور کوئی مجھے مثال دکھائی نہیں دیتی کہ تیغ سے مرہم کا کام لیا۔

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز

پیار کی نگاہیں تیغ تیز کیسے ہو گئیں؟

جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تو دل میں جو کچھ بھی میل آ جاتی ہے لوگوں کے دکھوں سے، کوئی غم اغیار کا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے دل کے اندر، اس سب کو تیرے پیار کی نگاہیں ... کر پھینک دیتی ہیں۔ لیکن یہ وہ مضمون ہے "فاستعذ باللہ" کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حق میں ایک قطعی وعدہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تشریح فرمائی ہے جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے "انہ سمیع علیم" وہ تیرے حال کو جانتا بھی ہے اور سننے والا بھی ہے۔ سننے والے کا ذکر پہلے فرمایا کہ جب تیرے دل سے کوئی ہوک اٹھے گی تو خدا ضرور اسے سنے گا تو خدا کی نگاہوں سے پردے میں نہیں ہے نہ اس کے علم سے باہر ہے اور علیم ہے تو ظاہر نہ بھی کرے تو خدا کو علم ہے کہ تیرے دل پر کیا گزرتی ہے۔

یہ وہ نصیحت کی راہ کی مشکلات ہیں جن سے ہمیں خوب اچھی طرح آگاہ ہونا چاہئے اور جن سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد پھر اس میدان میں اس احتمال کو پیش نظر رکھ کر قدم رکھنا ہے۔ یہ تکلیفیں تو راہ میں آئیں گی، یہ کانٹے تو چبھوئے جائیں گے مگر اس کے نتیجے میں قرب الٰہی مانگو تو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ پیغام کا حق ادا کر دیا اور اللہ کا قرب عطا ہو گیا اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت حاصل کی جا سکتی ہے یا اس سے بڑھ کر اس فعل کی اور کیا بہتر جزاء، یوں کہنا چاہئے تھا اس سے بہتر اور کس بہتر جزاء کی توقع کی جا سکتی ہے۔ چھوٹا سا کام، معمولی سی چوب اور رضائے باری تعالیٰ ایسی کہ تمہیں اپنی پناہ میں لے لے، اپنی گود میں اٹھا لے اور پھر جو زخم پہنچا دلداری کر کر کے اس زخم کی تکلیف کو بے انتہا روحانی لذتوں میں تبدیل فرما دے۔

اس مضمون پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کے اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو عفو کے لئے جس دل گردے کی اور حوصلے کی ضرورت ہے وہ تکلیف کو صبر سے برداشت کرنے سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ عفو کے بعد اور نصیحت کے بعد جو تکلیفیں پہنچیں گی انہیں برداشت کرو تو تم دل کے قوی اور مضبوط ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے عفو سے پہلے دل کا قوی ہونا ایک شرط قرار دیا ہے اور یہی حقیقت ہے اور یہی گہری انسانی فطرت کا راز ہے جسے سمجھنا ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور یہ حدیث بخاری کتاب الادب سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ طاقتور پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔ پس غیر کی طرف سے ضرر کا تو ابھی سوال پیدا نہیں ہوا ابھی آپ کے اندرونی ردعمل کی بات ہو رہی ہے اور عفو اس حالت میں ممکن ہی نہیں کہ انسان اپنے نفس پر قابو نہ پا سکے جسے اپنے غصے پر عبور نہیں ہے وہ غیروں سے عفو سے کام لے ہی نہیں سکتا۔ غصے کی حالت میں تو انسان بے اختیار ایسی ایسی باتیں کہہ جاتا ہے کہ بعد میں بعض دفعہ عمر بھر پچھتانا پڑتا ہے کہ کس قدر ظالمانہ بات کر بیٹھا۔ تو عفو کا آغاز ہی اس پہلوانی سے ہوتا ہے جو نفس کے اندر کام کرتی ہے۔ انسان اپنے جذبات پر ایسی قوت کے ساتھ قبضہ کرتا ہے کہ بڑے سے بڑا پہلوان بھی وہ عام تاب و طاقت نہیں رکھتا اس کی بدنی طاقت ہے اس کی روحانی طاقت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے عفو کے آغاز کی کہانی پیش فرما دی۔ عفو کے سفر پہ چلو گے تو یہ زاد سفر ساتھ رکھنا

غصہ پر قابو کرنے کا فن سیکھو اس کی مہارت حاصل کرو پھر اس کام پر نکلو اور یہی وہ سب سے بڑی بلاء ہے جس نے آج دنیا میں ہر طرف فساد برپا کر رکھا ہے اور جماعت احمدیہ میں بھی سب سے زیادہ مصیبت اسی غصے پر قابو نہ پانے کی وجہ سے دکھائی دیتی ہے جو گھروں کو برباد کر دیتی ہے، جو معاشرے کو تباہ کر دیتی ہے جو جماعت کے امن کو اٹھا دیتی ہے، ایسے ایسے جرائم پر منتج ہوتی ہے جس کے نتیجے میں پھر عمر بھر ایک خاندان نہیں دوسرا خاندان بھی، ان کے تمام عزیز و اقارب بھی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں، جماعت کے لئے بھی وہ ایک انتہائی تکلیف کا موجب بن جاتے ہیں۔ معصوم لوگ جن کا حقیقت میں کوئی قصور بھی نہیں ہوتا اس جہل کے غصے کا شکار ہو جاتے ہیں اور عمر بھر ان کے پیار کرنے والے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

تو عفو سے پہلے اس حالت پر غور کرو جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بڑی حکمت سے توجہ دلائی کہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے غصے پر اس وقت جبکہ غصہ جوش کی حالت میں ہو، اس وقت قابو پا لے اور اس کی باگیں ہاتھ سے چھوڑے نہ اور طنابیں کھینچ کر رکھے مضبوطی کے ساتھ تاکہ یہ جو صبر کا ایک خیمہ سا انسان بنا رکھتا ہے اپنے لئے جس کے اندر وہ محفوظ رہتا ہے اس کی طنابیں ٹوٹیں تو صبر کا سارا خیمہ ہی اکھڑ گیا اور انسان پھر کوئی پناہ نہیں پاتا۔ تو غصے سے بچنے کے لئے کردار کی مضبوطی اور طاقت، اپنے غصے کی باگیں مضبوطی سے تھامے رکھنا، اپنے صبر کے خیمے کی حفاظت کرنا کیونکہ صبر کے خیمے کے اندر ہی انسان رہے تو وہ بلاؤں سے بچتا ہے ورنہ نہیں بچتا۔

یہ وہ مضمون ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے کھولا اور اپنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا جو کردار تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ غصے کی وہ حالت پیدا ہی نہیں ہوتی تھی اور یہ وہ خاص طور پر قابل توجہ بات ہے کہ وہ انسان جو غصے پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا ہے رفتہ رفتہ ان حالات میں جب دوسروں کو غصہ آتا ہے اس کو غصہ آتا ہی نہیں اور یہ شیطان اس طرح مٹتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے تو یہ مراد تو نہیں کہ ہر وقت نفس امارہ سے لڑائی ہو رہی ہے ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دل سے ایک غصے کا جذبہ اٹھتا ہے اور پھر آپ اس سے لڑتے ہیں اور اسے زیر کر لیتے ہیں۔ یہ تو ابتدائی سفر ہے مومنوں کو سکھانے کے لئے۔ وہ شخص جو اس میں کامیاب ہوتا ہے اس کی کامیابی کی علامت یہ ہے کہ جن عام جگہوں پر لوگوں کو غصہ آ جاتا ہے اسے آتا ہی نہیں اور حلم اس سے پیدا ہوتا ہے۔

کئی دفعہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا گھر میں معمولی سا نقصان ہو جاتا ہے اور بعض لوگ بھڑک اٹھتے ہیں شور پڑ جاتا ہے یہ کیا ہو گیا اس نے فلاں چیز توڑ دی، یہ نقصان پہنچا دیا۔ جن کو خدا تعالیٰ غصہ ضبط کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے رفتہ رفتہ ان میں حلم پیدا ہو جاتا ہے ان میں کسی قسم کا کوئی اشتعال پیدا ہی نہیں ہوتا بڑے سکون کے ساتھ، آرام سے انہی چیزوں کو دیکھ رہے ہیں جس کے نتیجے میں دوسرے دلوں میں ہنگامے برپا ہو رہے ہوں۔ حیرت سے دیکھتے ہیں ان کو ہو کیا گیا ہے پاگلوں کو، سمجھاتے ہیں بس کرو خدا کا خوف کرو۔ ہو کیا گیا ہے چھوٹی سی چیز ضائع ہوئی ہے ایک برتن ٹوٹا ہے اس کے مقابل پر تم دل توڑ دو گے اور ہمیشہ کے لئے توڑ دو گے۔

تو یہ وہ مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصائح اور سیرت سے مکمل ہوتا ہے۔ ایک موقع پر، یہ بھی بخاری ہی کی روایت ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بدو مسجد نبوی میں آکر پیشاب کر گیا اور کر رہا تھا لوگ پہنچے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی دیکھ رہے ہیں صحابہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ اس میں جہالت کی یہ حالت تھی اس کی کہ ان کے سامنے بیٹھا ایک طرف مسجد نبوی میں پیشاب کر رہا ہے جہاں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ صحابہ بیان کرتے ہیں، یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ یوں اٹھ کھڑے ہوئے جیسے اس پر بھپر کر ٹوٹ پڑیں گے اس کے ٹکڑے اڑا دیں گے اس قدر ان کو طیش آیا۔ اور پھر خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ فعل تو ان کے جذبات میں ایک غیر معمولی اشتعال پیدا کر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بغیر کسی تحریک دل کے، بغیر کسی گھبراہٹ، کسی بے چینی کے، کسی ردعمل کے اسی طرح کھڑے کے کھڑے رہے۔ فرمایا یہ کیا کر رہے ہو چھوڑو اس کو۔ ایک یا دو ڈول پانی کے بہا دو تمہارا جو گند ہے وہ صاف ہو جائے گا۔

اب اس میں حلم بھی ہے اور یہ بھی ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ ردعمل جب ایک دفعہ ایک چیز کا غلط شروع ہو جائے تو پھر اس پر قابو پانا واقعی مشکل ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زیر تعلیم، زیر تربیت صحابہ جو آپ سے نئے اخلاقی رنگ سیکھ رہے تھے ان کے اندر جب غصے کی حالت پیدا ہوتی ہے تو قابو نہیں رہا اور بہت کم لوگ ہیں جن کو غصے کی حالت پر قابو کا اختیار ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ کوشش کریں تو پھر ان حالتوں میں غلط ردعمل پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اسی چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھ رہے تھے بڑے آرام سے فرمایا، پانی بہا دو۔ اور اس کے بغیر حل تھا بھی کچھ نہیں۔ اگر ایسے آدمی کو مارا جاتا، اس کو ذلیل کیا جاتا اور اسے گالیاں دی جاتیں، دھکے دے کے باہر نکال دیا جاتا وہ پیشاب کیسے صاف ہو جاتا وہ گند تو اسی طرح رہنا تھا۔ تو فرمایا حکمت سے اس چیز کے ازالے کی کوشش کرو


خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

C.K ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOOD FURNITURE

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم

تندرستی ہزار نعمت ہے

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)

H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA

POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA

Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

جو بدی ظاہر ہو گئی ہے. بجائے اس کے کہ سزاؤں کی طرف دوڑو اور وہ سزائیں جائز اس لئے نہیں کہ ایک آدمی کی غافلانہ حالت کے نتیجے میں ایک جرم ہوا ہے۔ یہ بھی ایک بہت اہم بات ہے کہ ہر بدی کا فعل ہر شخص سے ایک طرح صادر نہیں ہوتا۔ بعض لوگ شرارت کی رو سے، گزند پہنچانے کی خاطر یا ذلیل کرنے کی خاطر یا اور کئی طریقے سے غیرت اکسانے کی خاطر بعض کام کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس شخص پر نظر کی آپ جانتے تھے کہ سادہ آدمی ہے، بےوقوف ہے بےچارہ، اس کو پتہ ہی کچھ نہیں صفائی ہوتی کیا ہے، اس کو یہ بھی نہیں پتہ کہ احترام کے کیا تقاضے ہیں ایسے شخص کو مارنا بالکل لغو اور بےہودہ بات ہے۔

اور ایک اور موقع پر مسجد میں ایک شخص نے نماز کی حالت میں کسی غلطی کی طرف توجہ دلانے کے لئے اپنی رانوں پر زور زور سے ہاتھ مارنے شروع کئے اور ایسی حالت میں شور ڈال دیا رانوں پہ ہاتھ مار مار کے وہ تماشہ سا ہوگیا۔ صحابہ کہتے ہیں جب نماز ختم ہوئی ہمارا یہ حال تھا کہ ہماری آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے اس کو دیکھتے ہوئے۔ وہ کانپ رہا تھا مگر محمدؐ رسول اللہ کی طرف جب نگاہ پڑی ہے ساری فکریں دور ہوگئیں، سب غم دھل گئے، کتنے پیار سے دیکھ رہے تھے اس کو، اس محبت اور اس شفقت کے ساتھ فرمایا بھئی اس طرح نہ کیا کرو جب کوئی غلطی دیکھو "سبحان اللّٰہ" پڑھا کرو۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ تو وہ شخص جس کی آزمائش مختلف قسم کی تکلیفوں کے ذریعے ہوتی رہتی ہے اور اس کا رد عمل خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے جس کا رد عمل خدا کے تابع اپنے رنگ نکالتا ہے کبھی غصہ بھی آتا ہے اس کو مگر بے محل نہیں ہوتا اور اکثر شفقتیں اس کی تکلیفوں پر پردے ڈال دیتی ہیں اور اتنا کہ گویا اسے تکلیف ہوتی ہی نہیں تو اللہ کی پناہ میں آنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے۔

"فاستعذ باللّٰہ" کا یہ بھی مضمون ہے جسے آپ سمجھیں کہ جب آپ خدا کی پناہ مانگتے ہیں خدا سے تو خدا وہ پناہ دیتا ہے اور جب پناہ دیتا ہے تو بہت سی تکلیف کے مواقع سے آپ بچ نکلتے ہیں۔ لوگوں میں ہیجان پیدا ہو رہا ہے، لوگوں کے جذبات میں ایک قیامت برپا ہو گئی ہے آپ بڑے سکون کے ساتھ انہی چیزوں کو دیکھتے ہیں اور ایسے پیار اور محبت سے برائی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو گہرا اثر دکھاتی ہے۔ پھر یہ بات "ڈول بہا دو" فرما کر آپؐ نے فرمایا تمہیں آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تنگی پیدا کرنے کے لئے نہیں۔ اے امت مسلمہ تم بنی نوع انسان کی آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو ان کے لئے سہولتیں پیدا کرو ان کے لئے تنگیاں پیدا نہ کرو۔

پس نیکی کے تعلق میں جو سچا رد عمل ہے وہ برائی کا ایسا ازالہ نہیں جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔ سزاؤں پر زور نہیں ہے بلکہ پیار اور محبت اور شفقت سے اصلاح پر زور ہے اور یہ طریق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نہیں سمجھا سکتا تھا، نہ کبھی کسی نے سمجھایا۔ تمام انبیاء کی کہانی آپ پڑھ لیں یہ شان، یہ شوکت، یہ پیار، یہ حسن کہ مکارم اخلاق پر قدم ہو جہاں باقیوں کے اخلاق اپنی انتہاؤں کو پہنچ کر ٹھہر گئے اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پڑے ہوئے تھے اس سے اونچے تھے یہ چیزیں سیکھیں گے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے گھروں کی اصلاح کی بھی توفیق ملے گی اور بنی نوع انسان کی اصلاح کی بھی توفیق ملے گی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ آگ کس شخص پر حرام کر دی گئی ہے۔ کیسا عجیب انداز ہے سوال کا کیونکہ انسان کے اعمال کی درستی میں جہنم کا خوف بھی بہت اہم کردار ادا کرتا ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ اپنے نفس کا ہمیشہ جائزہ لیں اور گرد و پیش کا جائزہ لیں تو جنت کی تمنا آپ کے اخلاق کی درستی میں نسبتاً بہت ہی کم اثر رکھتی ہے لیکن جہنم کا خوف بہت زیادہ اثر رکھتا ہے انذار ہے جسے ایک غلبہ حاصل ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اسی حوالے سے بات فرمائی کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کے نتیجے میں آگ حرام ہو جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں کے قریب ہے۔

اب یہ انداز بیان دیکھیں کتنا لطیف ہے اور ایسا کہ ٹھہر کر غور کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قریب کس کو کہتے ہیں ہر اس شخص پر جو لوگوں کے قریب ہے ان کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے نرم سلوک کرتا ہے جو الفاظ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے وہ یہ ہیں "تحرم علی کل قریب هین لین سهل" آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو قریب ہے۔ اب قریب کس کو کہتے ہیں ہم ایک دوسرے کے قریب ہیں، ہر آدمی کسی اور کے قریب ہے، کوئی کسی کے قریب ہے تو قریب کا کیا مطلب ہے؟ اس قریب کا وہ مطلب ہے جو قرآن نے بیان فرمایا ہے "و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب" کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تجھ سے میرے بندے سوال کریں "فانی قریب" تو میں تو ہر وقت قریب رہتا ہوں ضرورتیں پوری کرنے کے لئے قریب ہوں ان کی تکلیفیں دور کرنے کے لئے قریب ہوں ان کی حاجت روائی کے لئے قریب ہوں اور ان کی اصلاح کے لئے قریب ہوں۔ یہ قرب ہے جن معنوں میں قریب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

تو اگر اللہ قریب ہے اور آپ بھی اللہ کی طرح قربت کے رنگ اختیار کرلیں تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ ایسے شخص کو آگ میں ڈال دے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا جو بارہا میں ذکر کر چکا ہوں مگر اس ذکر سے میں تھک نہیں سکتا

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

تو جن کے دل میں خدا کا پیار ہو ان پر آگ حرام کر دی جاتی ہے اور جو قریب ایسے ہوں جیسے خدا قریب ہوتا ہے خدا سے قربت کے رنگ ڈھنگ سیکھ کر قریب ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ان کو آگ چھوئے گی بھی نہیں پس ان معنوں میں آپ بنی نوع انسان کے قریب ہو جائیں۔

بعض لوگ بڑے مراتب تک پہنچتے ہیں تو بنی نوع انسان سے دور ہو جاتے ہیں بعض لوگ امیر ہو جاتے ہیں دولتمند ہو جاتے ہیں تو بنی نوع انسان سے دور ہو جاتے ہیں غرضیکہ اکثر انسان اپنی بڑائی کی علامت یہ سمجھتے ہیں کہ بنی نوع انسان سے دور ہو جائیں لیکن سب سے بڑا تو خدا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون عالی اور کبیر ہے وہی سب سے اعلیٰ، وہی اکبر لیکن سب سے قریب خدا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ کی صفات میں بظاہر دو متضاد صفات بیان کی جاتی ہیں وہ سب سے بعید بھی ہے اور سب سے قریب بھی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر کسی انسان کا تصور بھی کوئی انسان نہیں کر سکتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی کا تصور اکثر انسانوں کے بس کی بات نہیں جیسے دور افق میں دیکھتے دیکھتے آپ کی نظر گویا فضاؤں میں تحلیل ہو جاتی ہے ڈوب جاتی ہے اور آگے پھر کچھ دکھائی نہیں دیتا اسی طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عظمتیں اور رفعتیں ہیں کہ ان کو دیکھتے دیکھتے انسان کی نظر غائب ہو جائے گی مگر جن کو خدا توفیق نہ عطا فرمائے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتیں دکھائی نہیں دے سکتیں اس کے باوجود سب سے قریب تھے۔

ان تمام انعامات کے باوجود جو خدا نے آپ پر فرمائے اور آپ کو افضل المخلوقات قرار دیا، آپ کو کائنات کی وجہ، جس وجہ سے کائنات کو پیدا کیا ہے فرمایا اور سب سے پہلے آپ کی تخلیق بیان فرمائی، سب سے آخر آپ کو رکھا یعنی مقصود کے طور پر، مقام کے لحاظ سے سب سے بلند اور عام لوگوں کے اس طرح قریب تھے کہ آدمی حیران ہوتا ہے وہ واقعات پڑھ کر، ان کے درمیان گھومتے پھرتے، چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی آپ سے بات کرتا تھا تو ٹھہر جاتے تھے، توجہ سے اس کی بات سنا کرتے تھے، بوڑھی عورتیں آپ سے اس طرح بات کرتی تھیں جیسے بڑا حق ہوتا ہے آپ کے اوپر، اپنے بوجھ آپ پر ڈال دیا کرتی تھیں۔ یتیم بچے آپ سے ایسی باتیں کرتے تھے جیسے ان کے باپ سے بڑھ کر جو فوت ہوگیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذمہ دار ہیں اور تھے بھی۔ ہر شخص آپ کے قریب تھا یعنی ان معنوں میں کہ آپ اس کے قریب تھے ورنہ جہاں تک مراتب کی دوری ہے وہ تو اتنی تھی کہ اس پہلو کو دیکھیں تو یوں لگتا ہے کوئی صحابی بھی آپ کے قریب نہیں تھا کیونکہ انبیاء سے بھی آپؐ اونچے تھے۔ پس یہ وہ قریب کے معنے ہیں جن پر غور کرنے کے بعد آپ کو اپنی زندگی کو ڈھالنے میں مدد ملے گی۔

آپ کو جتنی بلندی حاصل ہو، جتنا مرتبہ بڑا ملے، جتنی دولت ملے جتنی حکومت کا بلند مقام حاصل ہو آپ اتنا ہی بنی نوع انسان پر جھکتے چلے جائیں اور قریب ہوتے چلے جائیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس قرب کے بغیر آپ تکبر سے بچ نہیں سکتے اور تکبر والا انسان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، آگ سے بچ نہیں سکتا۔ پس قریب ہونے سے آگ سے بچنے میں یہ مفہوم داخل ہے کہ اگر تم قریب ہو تو تم میں کوئی تکبر نہیں ہوگا۔ اگر تم قریب رہو گے تو لازماً منکسر المزاج ہو گے اور اگر ایسا ہو گے تو پھر تمہیں آگ نہیں چھو سکتی۔

پھر فرمایا ان کے لئے آسانی مہیا کرنے والا ہو "هین"، "لین" آسانی بھی اور ملائمت بھی۔ "لو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولک" یہ جو قرآن کریم نے فرمایا ہے اس کے مقابل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "لنت لهم" فرمایا یعنی تو ان کے لئے ایسا نرمی کا گوشہ رکھتا ہے کہ ان کی طرف خود بخود اپنی محبت اور پیار اور شفقت کی وجہ سے جھک جاتا ہے۔ تو یہ "لنت" کا مفہوم ہے جو بیان ہو رہا ہے کہ "قریب هین لین" وہ ان کے لئے آسان ہے۔ یعنی اس سے بات کرنا بھی آسان ہے اور اگر کوئی خوف ہے بھی تو وہ خود دور کر دیتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسے لوگوں کے خوف کو بھی دور فرما دیا کرتے تھے جو آپؐ کی ہیبت سے بعض دفعہ خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کانپنے لگتے تھے جو ہوا کے جھونکے سے کانپتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ٹھہراتے، سکون بخشتے، حوصلہ دیتے یہاں تک کہ وہ بے تکلفی سے اپنا مافی الضمیر آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn . Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

## تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۰-۱۰-۹۶ کو مکرم زبیر احمد صاحب شحنہ ابن مکرم فیض احمد صاحب شحنہ مرحوم یادگیر کے رخصتانہ کی تقریب عزیزہ شمیم اختر صاحبہ بنت عبد السلام صاحب فیصل مرحوم یادگیر عمل میں آئی مکرم زبیر احمد صاحب نے ۲۱-۱۰-۹۶ کو ولیمہ دیا۔ جس میں احمدی و غیر احمدی افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے مبارک کرے۔ اعانت بدر۔/۱۰۰ روپے۔

(عبد المنان مالک نمائندہ بدر یادگیر)

تو اس طرح قریب ہوں کہ حوصلے دیں۔ ان کی باتیں سنیں، ان کی تکلیفیں دور کرنے کے لئے کوشش کریں اور "ھین" ہوں گے تو "لین" بنیں گے۔ یعنی اپنی روش میں آسانی پیدا کریں دوسروں کو آپ اپنے تک پہنچنے میں آسانی دیں تو پھر فرمایا "لین" ہو وہ اور پھر "سھل" اتنے روزمرہ آپ کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے والے، بے تکلف ہونے والے کہ گویا آپ کے لئے وہ آسان ہو گئے ہیں۔ سھل ایسے میدان کو بھی کہتے ہیں جس میں اونچ نیچ باقی نہ رہے جو سارا یکساں ہو، اس پر چلنا اور دوڑنا آسان ہو کیونکہ وہ بالکل ہموار ہو تو فرمایا وہ سھل ہو جائیں یعنی اتنی عظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی صفات اس میں بیان ہوئی ہیں جو پردے ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں دوسروں کے حوالے سے بات کر رہے ہیں، اپنا یہ حال تھا۔ یہ تمام صفات بدرجہ اتم آپؐ میں موجود تھیں تو تبھی لوگوں کو نصیحت کرتے تھے کیونکہ آپؐ نے کبھی کوئی نصیحت نہیں کی جس پر بدرجہ اتم پہلے خود کاربند نہ ہوں۔ تو بعض دفعہ سیرت کے بیان میں آپ کو، سیرت کی تلاش میں آپ کو نصیحتوں پر غور کرنا پڑتا ہے۔ بعض لوگوں کی سیرت اگر ان کی نصیحتوں سے دیکھو تو جھوٹی سیرت بنے گی کیونکہ اکثر لوگ وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ لیکن وہ جس کے قول کا ذرہ ذرہ سچا ہو جو پہلے عمل کئے بغیر دوسرے کو کوئی بات کہے ہی نہ اس کی سیرت نصیحتوں میں دکھائی دے گی ورنہ وہ خود تو نہیں کہے گا کہ میں ایسا ہوں اور میں ایسا ہوں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے کہ تو اپنا تعارف کروا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس حکم کے بغیر اپنا تعارف نہیں کروایا کرتے تھے لیکن دوسروں کو فرماتے تھے کہ دیکھو تم قریب رہنا۔ "ھین" ہونا "لین" ہونا، نرمی اختیار کرنا ایسا کہ سھل ہو جاؤ جیسے چٹیل میدانوں میں لوگ آسانی سے دوڑتے پھرتے ہیں کوئی چڑھائی کا خطرہ نہیں، کوئی اترائی کا خطرہ نہیں۔ نہ گڑھے، نہ ایسی بلندیاں جس پر چڑھنا دشوار ہو اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے صحابہ، اپنے گرد و پیش کے لئے اتنے آسان ہو گئے تھے کہ گویا سھل بن گئے۔ فرمایا ایسے شخص پر یقیناً آگ حرام کر دی گئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہو اتنا ہی اس کے لئے زینت کا موجب بنتی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں "**ان الرفق لا یکون فی شیء الا زانہ و لا ینزع من شیء الا شانہ**"۔ یہاں شان کا مطلب وہ شان و شوکت نہیں جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے، یہ شان لفظ ہے ہمزے کے ساتھ جس کا مطلب ہے برائی شنون بدیوں کو اور برائیوں کو کہتے ہیں مکروہ باتیں۔ زان کا لفظ زینت سے نکلا ہے فرمایا یقیناً نرمی ایسی چیز ہے کہ جس چیز میں بھی ہو اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتی ہے اور جس میں نہ ہو جتنی اس سے کھینچ کے باہر کر دی جائے اتنا ہی اس کو عیب دار کر دیتی ہے اس کے اندر نقائص پیدا کر دیتی ہے مگر نرمی بھی برمحل اور موقع کے مطابق ہونی ضروری ہے اس مضمون کو آگے الگ کھولا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ یہاں نرمی کرنے والا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ رفیق ہے دراصل۔ ہم خدا تعالیٰ کو جب رفیق کہتے ہیں "**یا حفیظ ، یا عزیز ، یا رفیق**"۔ تو رفیق کا معنیٰ دوست کا بھی ہوتا ہے۔ رفیق حیات، رفیقہ حیات، زندگی بھر کا دوست، زندگی بھر کی دوست، یہ لفظ رفق سے نکلا ہے اور دوستی کے لئے رفق ضروری ہے یعنی ایسی نرمی کہ کبھی سختی بھی برداشت کرلی۔ کبھی دوسرے سے بھی مطالبے ہوئے تو اس نے برداشت کر لیا آپ کی بات کو۔ دونوں طرف رفق ہو تو رفیق بنتا ہے ورنہ نہیں بنتا۔ تو اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق میں رفیق کا یک طرفہ صرف حقیقت میں معنیٰ بنتا ہے یعنی وہ ایسا نرم ہے کہ تم لوگوں کی طرف سے بار بار ایسی باتیں دیکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کی دوستی اور تعلق کو کاٹنے والی باتیں ہوں لیکن رفیق ہے، جو اس کا رفق ہے وہ ہٹتا ہی نہیں۔ پس "**یا حفیظ ، یا عزیز ، یا رفیق**" میں رفیق کے یہ معنے ہیں کہ اے ایسا پیار کرنے والے، اے ایسے ساتھی جس کو بار بار اپنے بندوں کی طرف سے تکلیف دہ باتیں پہنچیں جس کے بعد رفق باقی نہیں رہا کرتا پھر بھی وہ رفیق رہتا ہے۔ یہ صفت اگر بندہ اپنے اندر پیدا کرے تو حقیقی معنوں میں خدا اس کا رفیق ہو جاتا ہے لیکن اگر خدا کے بندوں کے تعلق میں وہ یہ بات پیدا نہ کرے تو خدا کی رفاقت بھی اس کو نصیب نہیں ہوتی۔ پس خدا کے تعلق میں رفیق برابر کی چوٹ دونوں طرف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا سلوک فرمایا کہ بندوں کے ساتھ تم رفیق ہو جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو تو میں تمہارا رفیق ہو جاؤں گا کیونکہ خدا سے حسن سلوک تو آپ کر ہی نہیں سکتے۔ تو خدا کی رفاقت نصیب کرنے کا کتنا آسان رستہ بتادیا کہ بندوں کے تعلق میں تم رفاقت کرو اور تمہیں میں اپنی رفاقت عطا کردوں گا۔

"**لا یعطی علی العنف و لا یعطی علیٰ ما سواہ**" کہتے ہیں خدا رفق کا بدلہ ایسا دیتا ہے اور اتنا دیتا ہے کہ سخت مزاجی اور سخت گیری اس کے بدلے کی اس سے نسبت ہی کوئی نہیں۔ یعنی اس کا ترجمہ کرنا ان معنوں میں مشکل ہو رہا ہے کہ سخت گیری کا تو بدلہ دیتا ہی نہیں۔ پس اگر میں یہ کہوں کہ رفق کا بدلہ اتنا دیتا ہے کہ سخت گیری کا نہیں دیتا تو یہ معنے اس کے بنتے نہیں کہ نیکی کی جزاء اتنی دیتا ہے کہ بدی کی نیک جزاء اتنی نہیں دیتا۔ اس لئے میں طبعاً یہاں ٹھہر گیا اور سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس مضمون کو بیان کروں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ سخت گیری کا جہاں حق بھی ہو وہاں سخت گیری کا استعمال برمحل بھی ہو تو اس کا فائدہ اتنا نہیں پہنچتا انسان کو جتنا رفق کے، نرمی کے استعمال سے فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ یہ طرز کلام ایسی ہے کہ اس پر ٹھہر کر غور کرکے ترجمہ نہ کریں تو بالکل غلط ترجمہ ہو جائے گا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا یہ ہوا ہے کہ خدا نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے سخت گیری کا نہیں دیتا تو گویا سخت گیری کا بھی کچھ نہ کچھ تو دیتا ہے اجر۔ یہ مراد نہیں ہے۔ وہی معنے بنتے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ یا تو یہ معنیٰ بنیں گے کہ سخت گیری برمحل ہو تو اس کی جزاء بھی انسان کو ملتی ہے مگر رفق کی جزاء تو بالکل اور ہی بات ہے سخت گیری برمحل ہونے کے باوجود رفق کا مقابلہ نہیں کر سکتی، نرمی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسرا معنیٰ اس کا یہ ہے کہ سخت گیری کی پکڑ کم کرتا ہے اور رفق کا بدلہ زیادہ دیتا ہے کیونکہ جزاء کا معنیٰ موقع اور محل کے مطابق ہوگا۔ پس سخت گیری کی اتنی جزاء نہیں دیتا جتنی رفق کی دیتا ہے اور یہ اگر ترجمہ کیا جائے تو بالکل یہی ترجمہ قرآن کریم کی دوسری آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ پکڑ کے وقت ہاتھ نرم کر دیتا ہے اور نرمی کے سلوک کے وقت ہاتھ کو کھلا کر دیتا ہے۔

اور یہ بھی رفق کا ہی تقاضا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے رفیق ہونے کی ایک یہ بھی شان ہے کہ سخت گیری میں بھی رفیق رہتا ہے ورنہ اگر لوگوں سے سخت گیری اسی طرح کرتا جیسا کہ موقع اور محل کا تقاضا تھا کہ سخت گیری کی جائے پھر تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی جان دار باقی نہ رہتا تمام زندگی کی صف لپیٹ دی جاتی۔ تو یہ دوسرا معنیٰ بھی چونکہ قرآن کے مطابق ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی جائز ہے کہ سخت گیری کا سختی سے بدلہ بہت کم دیتا ہے۔ اور تم نرمی کرو گے تو بہت زیادہ اس نرمی کی جزاء دے گا، اتنی زیادہ کہ گویا تمہارے عمل کے ساتھ اس کی کوئی نسبت ہی نہیں رہے گی۔

پھر سخت گیری اور بدخلقی کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، جو میں پڑھ رہا ہوں (البدر جلد ۳، نمبر ۱۹۱۸ صفحہ ۳) فرماتے ہیں:۔ "سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے"۔ اب اس سے آپ اندازہ کریں کہ سخت گیری کتنا بڑا گناہ ہے۔ سخت دلی انسان کو ہر فاسق سے بدتر کر دیتی ہے اور ہمیشہ فسق و فجور کے باوجود قوموں کو باقی رکھا مگر جب ان کے دل سخت ہو گئے تو پھر خدا کا عذاب ان پر نازل ہوا ہے۔ یہود کی تاریخ ہمارے سامنے گواہ ہے فرمایا "**ثم قست قلوبکم**"۔ تم نے بدیاں کیں خدا نے باوجود اس کے عفو کا سلوک فرمایا، مغفرت فرمائی۔ بدیوں پر بدیاں دیکھتا رہا مگر تمہیں پکڑا نہیں مگر جب تم سخت دل اور پتھر دل ہو گئے پھر خدا کا غضب تم پر نازل ہوا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بھی قرآن کریم پر مبنی کلام ہے احادیث نبوی پر مبنی کلام ہے۔ اپنی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کوئی بات بھی نہیں کہتے۔ تو یہ معنیٰ ہے ہر فاسق سے بدتر ہوتا ہے۔ تمہارے گناہ خدا تعالیٰ کی مغفرت کی نیچے رہیں گے اگر تمہارے دل میں خوف خدا ہو، کوشش ہو، توبہ کی طرف توجہ ہو۔ مگر اگر تم پتھر دل بن گئے پھر کوئی بخشش تمہیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون میں جماعت کو ایک نصیحت فرماتے ہیں اور باقی اقتباسات پڑھنے کا چونکہ وقت نہیں ہے میں اسی نصیحت کو پڑھ کر، آپ کو سمجھا کر اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں ہوتا وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے"۔ اب آپ کو میں نے پہلے شروع میں ہی بتایا تھا کہ سارے نظام جماعت پر، دنیا کے مختلف ملکوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے میں یقین کے ساتھ آپ کو بتاتا ہوں کہ دلوں کی سختی نے فساد برپا کر رکھا ہے، گھر اجاڑ دیئے ہیں، جماعتیں برباد کردی ہیں۔ جن جماعتوں میں بھی ایسے چند پتھر دل لوگ آ گئے انہوں نے سارا نظام جماعت کا ستیاناس کر دیا۔ بعض سالہا سال سے سنبھلتے ہی نہیں کیونکہ ان میں چند لوگ سخت دل ہیں اور اس کے نتیجے میں بعض دفعہ ان کی امارتیں ختم کرنی پڑیں۔ ان کے ووٹ دے کر اپنے عہدیداروں کا انتخاب کرنے کا حق بھی لے لیا گیا۔ مربی مقرر کئے گئے، دوسرے بھیجے گئے، مجال ہے جو ٹس سے مس ہوں کیونکہ سخت دل ہر فاسق سے بدتر ہوتا ہے ان کے دلوں کی سختی نے تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ جو صلح پر راضی نہیں ہوتا وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔

"تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔" پھر فرماتے ہیں "نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔" قریب کے تعلق میں میں نے آپ کو سمجھایا تھا کہ جو قریب ہے وہ تکبر سے دور ہے۔ جو قریب نہیں ہے وہ اسی حد تک متکبر ہو جاتا ہے اور تکبر کے متعلق جو تمثیل ہے وہ فربہی کی تمثیل ہے کہ جتنا تکبر ہوگا اتنا ہی گویا موٹا ہوگا۔ لیکن جن راہوں سے جنت کی طرف بلایا جاتا ہے وہ باریک راہیں ہیں۔ ان سے اس قسم کا پھولا ہوا، اپنے تکبر میں متورم ہوا ہوا شخص داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ فرماتے ہیں تم فربہی چھوڑ دو، ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو کہ جس دروازے کے


لولاک لما خلقتُ الافلاک

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

ـہ تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔

"کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مونہہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔" اس سے زیادہ پرشوکت کلام آپ کو سمجھانے کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں بدنصیب وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے مونہہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں یعنی کلام الٰہی ہے جو میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں "تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔" اب آپ دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کم سے کم بھائیوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ایسا پیار دیں کہ ان کی مثال دی جاسکے۔

آج کل تو بھائی بھائی سے ایسا لڑتا ہے اور جائدادوں کی خاطر ایسے تصرفات کرتا ہے اور بعض دفعہ ایسی ظالمانہ کارروائیاں کرتا ہے کہ بھائی کے علم کے بغیر پٹواریوں سے مل کر جائداد کے انتقال بھی کروا بیٹھتا ہے۔ تو اب یہ مثال آپ کو کیسے سمجھ آئے گی "جیسے ماں کے پیٹ سے نکلے ہوئے دو بھائی"۔ مراد ہے اچھے وقتوں کی بات ہو رہی ہے جب بھائی واقعی بھائی ہوا کرتے تھے تو اب ویسا بننا ہوگا آپ کو۔ ان بھائیوں کی مثال لو جو حقیقت میں فرشتہ سیرت بھائی ایک دوسرے کی خاطر اپنے حقوق قربان کرنے والے ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔"

یہ نصیحت بیان کرنے کے بعد میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس ابھی پیش کر دیتا ہوں تاکہ اس عرصے میں اگلے خطبات سے پہلے کوئی غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ عفو کس کو کہتے ہیں اور مغفرت کیا ہوتی ہے۔ "بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کی رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے" (یعنی قابل تعریف ہے) "نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت با پابندی محل اور مصلحت ہو، نہ بےقیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔"

تو بعض لوگ ایک ہی طرف کی بات سمجھ کر سمجھتے ہیں کہ ہر جگہ ہر وہ شخص جو کسی بات پر مجاز بنایا گیا ہے اس سے آنکھیں بند کرکے ہر جرم کے نتیجے میں عفو مانگو حالانکہ بعض جگہ عفو کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ سے اجازت نہیں ہوتی کہ یا تو اس کی بدی کی حوصلہ افزائی ہوگی یا ماحول کی حوصلہ افزائی ہوگی یعنی ماحول میں بدیوں کو کھل کھیلنے کا موقع ملے گا۔ پس بعض ایسے لوگ جو سلسلے سے ایسی بےوفائی کرتے ہیں کہ وہ تمام دنیا میں سلسلے کے وقار کو نقصان پہنچا دیتے ہیں اور سلسلے کی عزت کو ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں ان کو اگر معاف کیا جائے تو کل دس، بیس، پچاس اور بھی پیدا ہو جائیں گے اس لئے غلط حوالے دے کر مجھے میری ہی باتوں کا غلط رنگ میں پابند کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں جو آپ کو سمجھا رہا ہوں سمجھتا ہوں کہ عفو کے کیا معنے ہیں اور کس موقع پر ہونا چاہئے۔ اور مجھے پتہ ہے کہ کہاں انسان کو عفو کا اختیار نہیں ہے۔ وہاں عفو کرنا خدا کی ناراضگی مول لینے والی بات ہے۔

پس یہ کہہ کر میں اب اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ باقی انشاء اللہ آئندہ جو جمعہ ہے وہ وقف جدید کے تعلق میں ہوگا کیونکہ ہمارا وقف جدید کا سال ختم ہو رہا ہے۔ یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ جماعتوں کو اگرچہ بار بار یاد دہانی کرائی جا چکی ہے مگر بہت سی جماعتوں کی طرف سے ابھی وقف جدید کی سالانہ رپورٹ نہیں موصول ہوئی تو اب تو بہت تیز رفتاری آچکی ہے مواصلات میں۔ پس آپ فیکس کے ذریعے یا دوسرے ذرائع سے جو بھی جلدی رپورٹ پہنچانے کے ذرائع آپ کو میسر ہیں اپنی وقف جدید کی کارگزاری کی رپورٹ بھیجنے میں مزید تاخیر نہ کریں۔ (بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

## ڈاکٹر عبدالسلام

علم و حکمت کا تھا پیکر ڈاکٹر عبدالسلام
عالم سائنس کا خاور ڈاکٹر عبدالسلام

جسکی دانش نے نیا بابِ حقیقت وا کیا
نور حق کا تھا وہ مظہر ڈاکٹر عبدالسلام

ڈوبتی ناؤ کے لوگوں کا سہارا بن گیا
بحر حکمت کا شناور ڈاکٹر عبدالسلام

آج اقوام جہاں کی صف میں پاکستان کو
کر گیا ہے سب سے برتر ڈاکٹر عبدالسلام

چشم مغرب کو بھی جس نے آج خیرہ کردیا
وہ ہے اک مشرق کا گوہر ڈاکٹر عبدالسلام

سرزمینِ جھنگ کا اک نونہالِ خوش خصال
بن گیا دنیا کا رہبر ڈاکٹر عبدالسلام

ملتِ اسلامیہ جس سے ہوئی ہے سر بلند
ہاں وہی انمول جوہر ڈاکٹر عبدالسلام

قاسمِ تسنیم و کوثر شاہِ بطحا کے طفیل
ہم نے پایا ایک ساغر ڈاکٹر عبدالسلام

مہدیٔ دوراں کا تھا شبیر وہ حلقہ بگوش
حق پرست و پاک و اطہر ڈاکٹر عبدالسلام

شبیر احمد
واقف زندگی تحریک جدید (ربوہ)

## دعائے مغفرت

خاکسار کے ماموں مکرم آدم خان صاحب صدر جماعت احمدیہ نرگاؤں مورخہ ۹۷-۱-۲۵ کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم لمبے عرصہ سے بطور صدر جماعت احمدیہ نرگاؤں خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اشاعت اسلام کا خاص جذبہ رکھتے تھے۔ تمام قارئین بدر واحباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت ودرجات میں بلندی کیلئے دعا کی درخواست ہے نیز ان کے پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی درخواست ہے۔ اعانت بدر۔/۲۰۰ روپے۔
(شیخ اسحاق معلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

☆ خاکسار کے والد محترم چودھری خلیل الدین احمد خان صاحب ۲۸ر جنوری بروز منگل دن کے ساڑھے گیارہ بجے اس دنیا سے رخصت ہوکر اپنے حقیقی مولا سے جاملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب سے والد صاحب کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (چودھری عبد القدیر معلم وقف جدید)

محترم محمد یٰسین صاحب جو کہ ہمارے امیر علاقائی کانپور جناب محمد تحسین پرویز صاحب کے والد محترم تھے بتاریخ ۲۱ر دسمبر ۹۶ کو قریب رات دس بجے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ نے ۱۹۹۱ء میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لائے تھے حضور پرنور کے ہاتھوں پر ہی بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ نہایت بزرگ اور باوقار شخصیت تھے چہرا بڑا بارعب اور وضع قطع میں بھی مومن کامل نظر آتے تھے۔ صوم وصلاۃ کے پابند تھے، آپ کے ماشاء اللہ ۵ بیٹے اور ایک بیٹی ہیں جن میں سے تین بیٹیوں نے بھی احمدیت قبول کی ہوئی ہے اور باقی لوگوں کیلئے دعا ہے کہ جلد احمدیت قبول کرکے ان کی روح کو تسکین پہونچائیں گے۔ احباب کرام سے مرحوم کی مغفرت وبلندئی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر۔/۱۰۰ روپے۔ (ظفر عالم خاں سابق امیر جماعت کانپور)

## درخواست دعا

مکرم علیم الدین صاحب آف تاراکوٹ اڑیسہ قریباً ایک سال سے پیر کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے بیمار ہیں کامل شفایابی کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر۔/۵۰ روپے۔ (ادارہ بدر)

☆ مکرم ابراھیم صاحب ہر یکر ساونت واڑی مہاراشٹر اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دینی ودنیاوی ترقیات کیلئے اہل وعیال کی صحت وسلامتی کیلئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر۔/۱۰۰ روپے۔ (ادارہ بدر)

## ولادت

☆ مورخہ ۹۶-۱۱-۱۳ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم نورالدین صاحب لاڑجی یادگیر کو پہلے لڑکے سے نوازہ ہے نومولود کا نام "عامر سہیل" رکھا گیا ہے نومولود مکرم عبدالحی صاحب لاڑجی کا پوتا اور مکرم عبدالسلیم صاحب سگری صدر جماعت احمدیہ یادگیر کا نواسہ ہے۔ نومولود کی صحت وسلامتی درازی عمر اور نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر۔/۵۰ روپے۔
(عبدالمنان مالک یادگیر)

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 04524-649

STAR
☎ 5457153
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

# ویدوں میں کلکی اوتار

چودھری خورشید احمد پربھاکر۔درویش قادیان

دنیا کے مختلف مذاہب کی بنیادی مذہبی کتب میں آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے کلکی اوتار کے مختلف ناموں، اس کے مقام ظہور اور سنہری کارناموں کا ذکر ملتا ہے اور اس کے احمد نام پر ہندو مسلم سب کا اتفاق ہے۔

آنے والے ریفارمر کو یہود و نصاریٰ مسیح، ہندو نہہ کلنک کرشن اوتار۔ سکھ کلکی اوتار (مرد کا چیلہ) بدھ دھرم والے میتر یہ۔ मैत्रय .اور مسلمان مسیح موعود و مہدی معہود کے نام سے پکاریں گے لیکن بقول پنڈت بھولاناتھ جی "یہ تمام نام ایک ہی شخصیت کے ہوں گے" (رسالہ ست یگ صفحہ ۱۹۔ ۱۳۔ ا۔ ۱۹۴۱ء)

**بروزِ کرشن احمدؑ:** ہندوؤں کے بنیادی دھرم گرنتھوں کے مطالعہ سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ آخری زمانہ (کل یگ) میں مبعوث ہونے والے راہبر شری کرشن جی مہاراج کے اوتار (بروز مثیل و مظہر) کا نام احمد ہوگا۔ شری کرشن جی مہاراج کے انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہونے والے اوتاروں میں سے ا۔ شری پرسرام اوتار۔ ۲۔ رامان اوتار۔ ۳۔ کرشن اوتار۔ ۴۔ بدھ اوتار زیادہ مشہور ہیں۔ کلجگ میں بھی ان کا اوتار انسانی لباس میں ظاہر ہوگا۔ (بحوالہ کلکی پوران [اردو ترجمہ] باب نمبر ۲ ادھیائے صفحہ ۵۶ تا ۵۸ مطبع صادق المطابع صدر میرٹھ ۱۸۹۷ء)

اٹھارہ پورانوں میں سے کلکی پوران کو اس وجہ سے بہت بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں زمانے کے ادوار میں سے آخری دور کے حالات اور اس میں پائی جانے والی لامحدود، لاانتہا، مکروہ برائیوں اور گھناؤنے پاپوں کا تفصیلی ذکر ہے اور اقوام عالم' خاص کر ہندو قوم کے نجات دہندہ اہل بھارت کو وقار بخشنے والے، اسے قوموں اور ملکوں کا سردار بنانے والے بروزِ کرشن کا نام مقام ظہور اور اس کے اصلاحی کارناموں کا تذکرہ ملتا ہے چنانچہ کلکی پوران میں لکھا ہے کہ

क्र म, केर्नां. शोभितम. ! वनदर्शां . पुष्प ढला वृतम् ।।
दृष्ट्वा हषृ वनुः शुक शकरूणः कल्कि पुरान्ते वने।
प्राह प्रोीति करं वचोडत्र सरसिस्न तव्य मित्याहतः ।।
तच्छ्त्वा विनयान्वित : प्रमुमतया मोति पद्माशम ।
तत्संदेश मिह प्रयाण मधुना गत्वा की रोड वदत ।।

ترجمہ۔ "کلکی بھگوان ادن میں اور باغیچوں کو دیکھ کر، جو شہر کے قریب تھے دل میں بہت خوش ہوئے۔ احمد نے عزت اور محبت سے کہا۔ اے طوطے! ہم اس جگہ اشنان کریں گے" (کلکی پوران) [اردو ترجمہ] باب ۲ ادھیائے ا۔ شلوک ۴۷ تا ۴۹ صفحہ ۴۸۔ مترجم پنڈت ایسر پرساد شرما المشتہر پنڈت ایشری پرشاد منیجر اخبار بھارت باسی۔ مطبع صادق المطابع۔ صدر میرٹھ ۱۸۹۷ء کلکی پوران کا یہ نسخہ مرکزی احمدیہ لائبریری۔ قادیان میں موجود ہے)

## اتھروید

ہندو دھرم کا دار و مدار ویدوں پر مانا جاتا ہے۔ رگوید، سام وید اور اتھر وید میں ایک ایسے رشی کی آمد کا ذکر ملتا ہے جو اپنے سے پہلے گزرے ہوئے ایک عظیم الشان اور بلند مرتبہ مہر شی کا نائب اور (روحانی) فرزند ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے:

अहमिद्धि पितुष्परि मेधामृतस्य जग्रभ ।
अंह सूर्य इवा जनि ।।

(اتھروید، کانڈ ۲۰ سوکت ۱۱۵ منتر۔ ا۔ سام وید، پرپاٹھک ۲ دشتی ۶ منتر ۸، رگوید، منڈل ۸ سوکت ۹۷)

پنڈت ترلوک چند شاستری کی تحقیق کے مطابق احمدؐ (अहमिद्धि) نام والا منتر رگوید منڈل ۸، ۹ میں سام وید میں (دوبار، ۵۔ ا۔ ۷) اور اتھرووید میں اس منتر والا سادا سوکت ہی رگوید میں آچکا ہے۔ (ویدوں میں احمد صفحہ ۲۷۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء علاوہ ازیں بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا" مصنفان شری رادھن شرما M.A شری رام سرن بھنوٹ M.A کے مطابق اتھرووید کانڈ ۲۰ پورے کا پورا رگوید سے لیا گیا ہے۔

(بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا ۲۴)

حل لغات: احمد अहमिद احمد نے = پتو तिनत پتا باپ سے دھی इ ہی میدھام मेधाम، پرحکمت، عقل و سمجھ سے پر۔ پاکیزگی و سچائی سے بھرپور۔ "میدھا میں۔ پوتر ستیہ امنگ بدھی (ترجمہ پنڈت جے دیو) رتسیہ ऋतस्य قانون شریعت ستیہ گیان The holy law (ترجمہ پنڈت جے دیو) جگر جग्रभ پوری طرح سے گرہن کرنا۔ دھارن کرنا، حاصل کرنا (ترجمہ پنڈت جے دیو) اہم = अहं میں سوریہ सूर्य سورج۔ آفتاب۔ اِوا इवा طرح مشابہ۔ مانند۔ نظیر (بروز و مثیل جنی = जनि میں پیدا ہوا ہوں۔ میں جنا ہوں سنسکرت ہندی ڈکشنری پدمچند کوش صفحہ ۲۰۹ yet to be borin barth آئندہ پیدا ہونے والا۔ سنسکرت انگلش ڈکشنری صفحہ ۹۸

ترجمہ۔ احمد نے ہی پوری سمجھ اور عقل نامہ سے پاکیزہ سچائی، ستیہ گیان (قانون شریعت The Holy law کو پوری طرح سے بخوبی اپنے (روحانی) باپ سے حاصل کیا کہ میں (اس سے) سورج کا مثیل (بروز) پیدا ہوا ہوں"۔

ترجمہ:۔ از عبد الحق صاحب ودیارتھی:۔

i۔ احمد نے اپنے ربّ سے پرحکمت شریعت کو حاصل کیا۔ میں (اس سے) سورج کی مانند روشن ہو رہا ہوں۔ (میثاق النبین حصہ اول ۱۱۰۔ مطبوعہ اکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس لاہور ۱۸ ادسمبر ۱۹۳۶ء) اس ترجمہ میں پتو (باپ) کا ترجمہ "ربّ" کیا گیا ہے۔ جو درست نہیں کیونکہ جنی = जनि کا معنی پیدا ہونا ہے مادہ جنی جنین (جنناو رِحم) اور جننی (ماں) جس کے رِحم میں بچہ پیدا ہوتا ہے سب اس مادے کے الفاظ ہیں۔ لہذا "روشن ہو رہا ہوں" نادرست ترجمہ ہے۔

پنڈت شری رام شرما آچاریہ (سنسکرت سنستھان خواجہ کتب گھر بریلی یوپی)

رشی۔ وتسہہ۔ دیوتا۔ واندر چھند گائتری "میں سورج کی مانند پیدا ہوا ہوں۔ اور پتا برہما کی عقل کو میں نے پالیا ہے"

ii۔ مولانا ناصر الدین فاضل (کاویہ تیرتھ وید بھوشن بنارس یونیورسٹی) وہ رشی احمد ہوگا' جو اپنے روحانی باپ کی صداقت کو ہی لیگا (اس لئے وہ کہے گا) میں اس صداقت کے باعث سورج جیسا پیدا ہوا ہوں'۔ (ویدوں میں احمد صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء اللہ بخش پرنٹنگ پریس قادیان پنجاب)

iii۔ پنڈت راجہ رام جی وید بھاشیہ کار:

"میں نے پتا (باپ) سے رِت (شریعت) کی بدی (طریقہ) کو پکڑا ہے۔ میں سورج کی طرح پرکٹ (ظاہر) ہوتا ہوں" (ویدوں میں احمد صفحہ ۲۵)

iv۔ ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ M.A اپنی کتاب The message of vadas میں لکھتے ہیں۔

I from my father have received deep knowledge of the holy law

(ویدوں میں احمد صفحہ ۲۶)

v۔ پنڈت کھیشم کرن داس مفسر وید:

"میں نے پرمیشر سے اوتی (اصرار) کر کے ستیہ وید کی بدی سب پرکار سے پائی ہے۔ میں سورج کے سمان (مانند) سدھ (مشہور ثابت) ہوا ہوں"

(ویدوں میں احمد صفحہ ۲۶)

vi۔ پنڈت ترلوک چند شاستری: "میں پرم پتا پرماتما سے ستیہ گیان کی بدی کو دھارن کرتا ہوں اور میں سورج کے سمان (مشابہ) تجسوی (پررعب و پرشوکت طاقتور) پیدا ہوا ہوں" (ویدوں میں احمد صفحہ ۲۶)

vii۔ پنڈت جے دیو مفسر وید: "میں ہی کیول ستیہ گیان اور قانون اور پتو (باپ) سے پوتر ستیہ سنگ کاونی بدھی (پاکیزہ سچائی والی عقل نامہ) کو سب پرکار سے گرہن کرتا ہوں۔ اس لئے میں سورج کے سمان (مشابہ) ہو جاتا ہوں" (ویدوں میں احمد صفحہ ۳۶)

ان تراجم میں لفظ پتو = (पितु) کا ترجمہ جہاں جہاں بھی ربّ یا پرماتما کیا گیا ہے۔ وہ اس لفظ کے حقیقی معنے نہیں۔ درست اور حقیقی ترجمہ باپ ہی ہے۔ یہ تراجم پنڈت ترلوک چند شاستری کے پیش کردہ ہیں جو انہوں نے "ویدوں میں احمد" اپنے لیکھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء میں لکھے ہیں

"لفظ احمد پر ایک نظر" سائن آچاریہ نیز قدیم اور بعد کے وید کو عربی لفظ "احمد" کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ وہ اس پیشگوئی کو جو اخفا کا پہلو رکھتی تھی کے ظہور سے پہلے سمجھنے میں معذور تھے۔ لہذا انہوں نے "احمد" کا ترجمہ "میں" کر دیا۔

۲۔ ماہرین لسانیات نے گرائمر کے قواعد میں یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ ضمیر کے استعمال سے پہلے کوئی نہ کوئی اسم ظاہر ضرور مذکور ہوتا ہے اور پھر اس اسم کی بجائے دوسری بار ضمیر یا سرونام (सर्वनाम) استعمال کی جاتی ہے۔ گویا ضمیر کا استعمال یہ ثابت کرتا ہے کہ اس سے پہلے لازماً کوئی اسم مذکور ہو چکا ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے اس منتر پر ایک نظر ڈالیئے۔

i۔ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۱۵ منتر۔ ا۔ کا پہلا لفظ احمد ہے (اس سوکت کے صرف تین ہی منتر ہیں) اہم اوا جنی (अहं इवा जनि) اہم ضمیر سے پہلے یقیناً اسم ظاہر استعمال ہوا ہے اور وہ اسم احمد۔ अहमिद ہے از ان بعد احمد اسم کی بجائے دوسری بار "اہم" میں ضمیر استعمال کی گئی ہے۔

ii۔ انشا پردازی کے اصول کے مدنظر احمد - अहमिद - اور اہم अहं میں زمین و آسمان کا فرق ثابت کرتا ہے کہ بلاشبہ احمد ضمیر نہیں بلکہ علم (Proper Noun) ہے۔ ہندی کے موجودہ دور میں ضمیر اہم۔ अहं۔ ہمیشہ - अहं کی ضرورت میں لکھی جاتی ہے۔ لیکن لفظ احمد میں اح م د अहमद ہے اور یہ لفظ کبھی بھی ضمیر کے طور پر مستعمل نہیں ہوتا۔ اور منتر مذکور میں یہ لفظ اپنی اصلی شکل و صورت میں موجود ہے۔

iii۔ اگر حقیقت کے ظاہر کرنے کی غرض سے غور کریں تو زیر تشریح منتر میں لفظ احمد سے صرف احمد ہی مراد ہے نہ کچھ اور کیونکہ اصولاً ہر سوکت اپنی ذات میں مکمل ہوتا ہے۔

"ایک سوکت میں ایک سے لیکر ۵۸ تک اور اوسطاً ۱۰ منتر ہوتے ہیں ہر ایک سوکت اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے اور اس میں عام طور پر ایک ہی دیوتا کی ستتی (حمد و ثنا) کے منتر ہوتے ہیں۔ اس کا درشٹا رشی (بینندہ) بھی عموماً ایک ہی ہوتا ہے اور جس نے سب سے پہلے اس منتر کا درشن کیا وہی اس منتر کا رشی ہے (بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا صفحہ ۲۰۔ ۱۹۵۱ء دوسرا ایڈیشن)

پس رگوید، سام وید اور اتھر وید (کانڈ نمبر ۲۰ سوکت ۱۱۵ منتر۔ ا) میں مندرج عبارت وید کے اپنے اصولوں کے مطابق اپنے آپ میں مکمل اور درست مانی جاتی ہے۔ لہذا اس کے منتر۔ ا۔ کا ترجمہ بھی ہر لحاظ سے مکمل ور درست مانا جائے گا۔ لیکن اگر وید کے مقررہ اصولوں کے خلاف سوکت مذکور میں لفظ احمد کا ترجمہ "میں" کیا جائے' تو تینوں ویدوں کا زیر تشریح منتر ستیہ کیلئے ناقص اور نامکمل رہ جاتا ہے اور یہ سنگین نقص تینوں وید قیامت تک کبھی بھی دور نہیں کر سکتے۔ پس ویدوں اور انصاف کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اصول کو قائم رکھتے ہوئے وہی ترجمہ اپنائیں جو فی الحقیقت اس منتر کا بنتا ہے۔

iv۔ اس منتر احمد کا رشی کنو خاندان کا ایک فرد وتسہ کانو ہے اور منتر کے مفہوم میں اس کا اپنے باپ سے ستیہ گیان یعنی قانون شریعت (The holy law of vades) کا پورے غور و فکر کے ساتھ مکمل رنگ میں حاصل کرنا شامل ہے جس کی وجہ سے اس کا سورج کا مثیل و مظہر ٹھہرایا جانا لازمی امر قرار پاتا ہے لیکن وتسہ رشی پر یا ان کے باپ (اندر) پر کسی وید اور شریعت کا پرکاش نہیں ہوا اور نہ ہی ہندوؤں میں کوئی صحیفہ 'پوران۔ ویدیا اپنشد وغیرہ بطور شریعت وتسہ رشی کی طرف منسوب ہے۔

مذکورہ منتر کا دیوتا اندر ہے۔ ویدوں میں ہزاروں منتروں کا دیوتا اندر ہے اندر پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی۔ اس لئے بھی اندر کا بیٹا وتسہ کسی شریعت کا وارث نہیں ہو سکتا۔ سو وتسہ نے اپنے جسمانی یا روحانی کسی طرح کے باپ سے کسی قسم کی کوئی شریعت نہیں پائی۔ لہذا وتسہ اس منتر و سوکت کا مصداق نہیں بلکہ اس کا مصداق صرف احمد ہی ہے۔ جس نے اپنے روحانی باپ سے کامل ضابطۂ حیات دائمی اور مقدس کامل ستیہ گیان سے بھرپور عالمگیر شریعت حاصل کی۔

**ایک الجھن:** منتر مذکورہ میں احمد کو پورے طور پر ہر رنگ اور ہر لحاظ سے سورج کا بروز مظہر و مثیل ٹھہرایا گیا ہے۔ کروڑھا میل وسیع و عریض یہ کرہ آتش دنیا و مافیہا کا سربراہ ہے۔ ایک محدود الجسم انسان کا سورج کا مثیل و بروز ہونا ناممکن امر ہے۔ مترجمین نے اپنے تراجم کو اس الجھن کے پیش نظر امکانی شکل میں ڈھالنے کی کوششیں

کیں۔

درحقیقت اس منتر میں سورج اور اس کے مظہر کامل "احمد" کے الفاظ میں ایک اور تائیدی پیشگوئی مذکور ہے اور یہ پیشگوئی تب تک پردۂ اخفا میں مستور رہی جب تک سورج کے بروز احمد کا ظہور نہیں ہوگیا۔

درئی کامل اور مقدس شریعت قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کو سراجاً منیرا قرار دیا ہے (الاحزاب آیت ۴۶۔۴۷) "اے نبیؐ! ہم نے تجھے شاہد مبشر اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور تو اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج ہے"۔

سو جس طرح دنیا و مافیہا تمام اجرام فلکی تمام مخلوقات۔ انسان حیوانات و جمادات وغیرہ سورج سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ روحانی دنیا میں احمد اور تمام طالبانِ حق سردارِ دوجہان خاتم النبین محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فیوض سے فیض پاتے ہیں۔

پس منتر کا مطلب یہ ہے کہ احمد رشی نے اپنے روحانی باپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو عالم روحانیات کے سورج ہیں عالمگیر کامل دائمی اور مقدس شریعت (The holy law) قرآن مجید کو ہر لحاظ سے پورے طور پر بخوبی حاصل کیا اور احمد اس کی وجہ سے اپنے باپ (سورج) کا رحانی رنگ میں کامل بروز و مظہر ٹھہرا۔

الغرض کل یگ میں ظاہر ہونے والے اوتار کا نام کلکی پوران میں احمد بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رگوید، سام وید اور اتھروید میں بھی احمد نام موجود ہے۔ مزید یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ احمد رشی اپنے سے پہلے والے ایک ایسے عظیم الشان مہرشی کا (روحانی) بیٹا مثیل و مظہر ہوگا۔ جو افضل ترین۔ دائمی۔ کامل ترین اور عالمگیر شریعت کا حامل ہوگا۔ وہ اتھرویدووید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۷ کے مطابق ویشوانر۔ वैश्वानर ۔۔ belonging to all men سب کا سانجھا لا محدود محامد کا پیکر اور عالم روحانیت میں بمنزلہ سورج ہوگا۔

ویدوں میں حضرت احمد کے روحانی باپ کا نام محمدؐ बताया گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ زیر لفظ काश्य محمدؐ کا نام=نیو رائل ڈکشنری ۱۹۸۳ء Name of Muhammad काश्य

## کلکی اوتار کا جنم:

ہندو علماء اور جیوتشیوں نے لکھا ہے کہ آخری زمانے کے کلکی اوتار شری کرشن کا اوتار پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ کلکی پوران میں ہے۔

i۔ لکھشمی پتی پرم دیالو بھگوان نے برہما جی کی منت سے دھرم کو رائج کرنے کیلئے سمبھل میں بشنویش برہمن کے یہاں اوتار لیا۔

(کلکی پوران باب ۲ ادھیائے اشلوک ۲۲۔۴۵۔ صادق المطابع صدر میرٹھ ۱۸۹۷ء)

ii۔ "پورن برہم باسدیو بھگوان کرشن نے ہی کلکی روپ میں جنم لیا ہے آپ کا شبھ جنم برھمن خاندان میں ہی مہاتما پنڈت وشنویش جی کے گھر میں سومتی جی کے بطن سے شمبھل گاؤں میں ہوا ہے"۔

(چیتاونی اردو ۶۱۔ ۱۹۴۲ء گڑ گانواں)

ہندو علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ شمبھل گاؤں بھارت سے باہر کہیں چین کے ریگستانوں میں ہے۔ جہاں انسان کی رسائی نہیں۔ انہوں نے شری کرشن جی کے اصل والد واسودیو اور والدہ دیوکی جی کی بجائے کل یگ کے والدین کے نام وشنویش اور سومتی جی بتائے ہیں۔ پس یہ نام اور شمبھل گاؤں معنوی لحاظ سے قابل غور اور قابل قبول ہیں۔ اور سارے نام وضاحت طلب ہیں۔

مصنف چیتاونی شری پرم ہنس پنڈت راج نرائن۔ ارمان شاستری نے شری جنم کنڈلی دے کر ثابت کیا ہے کہ شری کرشن جی مہاراج بحیثیت اوتار مبعوث ہو چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ نمونہ زائچہ:

### شری جنم کنڈلی (زائچہ)

نمونہ

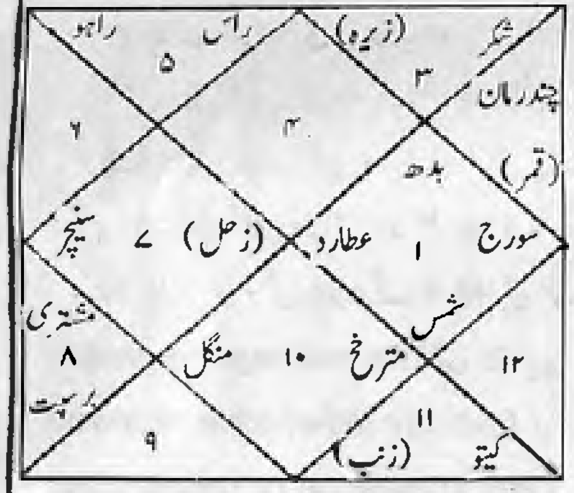


مندرجہ بالا زائچہ (شری جنم کنڈلی) دینے کے بعد شری راج نارائن ارمان شاستری جی لکھتے ہیں کہ "جنم لگن میں خاص یوگ پڑا ہوا ہے۔ مشہور جیوتش گرنتھ رنبیر جوتش مہانبدھ میں آتا ہے:

त्रि कोणा रित वा देवडच : सौच्च केन्द्र गते कुज:
चर लग्ने यदा जन्म योगो यमा वारज ॥

مطلب: ترکون پانچویں گھر میں شکر یا برہسپتی (زہرہ یا مشتری) ہو کیندر میں اونچ کا سینچر ہو اور چر لگن کا جنم ہو۔ تو ایسے وقت میں اوتار ہوا کرتا ہے"۔

"یہ لوگ پوری طرح سے کنڈلی (زائچہ) میں پڑا ہوا ہے۔ کرک لگن چر لگن ہے۔ پانچویں گھر (ترکون) میں برہسپتی ہے۔ کیندر یعنی چوتھے گھر میں اونچ کا سینچر ہے اور اس یوگ سے زیادہ بات یہ ہے کہ کنڈلی میں سوریہ منگل اور چندرماں بھی اونچ کے ہیں"

(چیتاونی صفحہ ۶۲۔۶۳ ۱۹۴۲ء گڑ گانواں پنجاب)

کل یگ میں ہندو قوم میں شری کرشن جی مہاراج کے انسانی لباس میں مبعوث ہونے کی تمنا بڑھتی گئی۔ تمام قوم مہاراج کو گیتا میں دیئے ہوئے وعدہ کے مطابق ظاہر ہونے کی التجائیں کرتی رہی کہ:-

"ہند کلنک اوتار آ آ اے امام دوجہاں
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح
تو شہ سکان پستی پستی تو شہنشاہ طیور"

(ویر بھارت لاہور کرشن نمبر اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۶)

## کلکی اوتار امام مہدی احمد علیہ السلام کا ظہور

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات

بروزِ کرشن حضرت احمد علیہ السلام (مہدی موعود و مسیح علیہ السلام) ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری بروز جمعۃ المبارک بوقت نماز فجر قادیان (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان اپنے علاقے کے قاضی تھے۔ آپ زمیندار ہونے کے ناطے گوپال تھے اور معنوی لحاظ سے آپ کا ظہور شمبھل گاؤں میں اور وشنویش کے گھر میں ہی ہوا ملاحظہ ہو: شمبھل शाम्भल = शाम् شم۔ شانتی کرانا۔ امن چین وہ جگہ جہاں شانتی ہو اور وہ جگہ شانتی پھیلانے والی ہو۔ (دارالامان) شمبھل کلیان دانگ تیرتھ۔ وہ گاؤں جہاں کلکی اوتار ہوگا:

(پدمچندر کوش صفحہ ۷۸۔۷۹۴ گویا شمبھل وہ مقدس مقام (تیرتھ) ہے جہاں سے لوگوں کو امن نصیب ہو اور ان کی مرادیں پوری ہوں۔

اس کے علاوہ ۱۹۴۴ء سے کچھ عرصہ پہلے دہلی کے مشہور پنڈت بالمکند جی نے کلکی اوتار کی آمد کے متعلق اعلان کرتے ہوئے ایک اشتہار میں لکھا کہ "سنبھل سے مراد کوئی خاص سنبھل نگری نہیں بلکہ سنبھل وہی ہے جہاں نشکلنک جی پرگٹ ہوں"۔ اشتہار بعنوان "شری نشکلنک بھگوان کا اوتار مطبوعہ دہلی۔

(بحوالہ موجودہ زمانہ کا اوتار صفحہ ۴۹ از ملک فضل حسین صاحب)

شمبھل = شم + بھل भल دان دینا پدمچند کوش صفحہ ۳۵۵ لفظ بھل سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ امام مہدی کثرت سے لوگوں میں خزانے تقسیم کرے گا مگر کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

مقام کے لحاظ سے یہ تمام علامات قادیان پر صادق آتی ہیں جہاں پیکر حسن و جمال حضرت احمد علیہ السلام شانتی کے اوتار ظاہر ہوئے اور اس نگری سے لاکھوں اشخاص نے شانتی اور کلیان پایا۔ دان روپ میں خزانے دینے کا آپ نے اعلان فرمایا۔

اب میں دیتا ہوں اگر کوئی لے امیدوار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

وشنویش विष्णु وشنو = विष्णु यश پرمیشور خدا جو سب جگہوں میں موجود ہے (پدمچندر کوش صفحہ ۴۶۰) یش यश = تعریف حمد و ثنا۔ وہ شخص جو ہر جگہ موجود خدا کی حمد و ثنا کرنے والا ہو۔

یہ معانی حضرت مرتضیٰ پر نہایت عمدگی سے چسپاں ہوتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا پر چلنے والا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والا۔

برھمن = ब्रहमण جو وید (قرآن) اور شدھ پرم چیتنیہ (حقیقی علیم و خبیر خدا) کو جانتا ہو"

(پدمچند کوش ۳۵۰۔۲۰۴)

چنانچہ حضرت مرتضیٰ مرحوم و مغفور کو حکمت کے علاوہ علومِ دینیہ اور قرآن مجید پر عبور حاصل تھا۔ آپ کے ذریعہ سینکڑوں حافظِ قرآن و معلمین اپنی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ تفصیل تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

پس حضرت احمد علیہ السلام بروز کرشن جی مہاراج امام مہدی نہ کلنک کلکی اوتار کے روپ میں قادیان دارالامان میں مبعوث ہوئے اور لاکھوں انسانوں نے شمبھل نگری سے شانتی و سلامتی پائی اور اپنی روحانی مرادیں حاصل کیں۔

<u>روحانی فرزند</u>: وید وغیرہ ہندو گرنتھوں میں کلکی اوتار احمدؑ کو دائمی کامل اور عالمگیر شریعت لانے والے افضل الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا (روحانی) فرزند قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی لٹریچر میں اس مضمون پر بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ ابوبیت و ابنیت کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا ابوالحسن الاصطہباناتی اپنی تصنیف سلسبیل میں اثنا عشریہ نامی مشہور کتاب کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

" ال محمد اهله و اقاربه امّايكون صورة فقط اومعنى فقط اوصورة و معنى فمن صحت نسبة الى رسول الله صورة و معنى هوالخليفة والامام ولان رسولّ الله له صورة طينية عنصرية وله صورةدينية شرعية و صورة نورية روحية و حقيقة معقولة معنوية فمن اقام بصورة الدينية وصحت نسبته الى صورته النورية الروحية وتحقق تحقيقة المعنوية ورثه علماً و مقاماً وحالاً وهوله كالولد الصلبى حقيقة وهى هذه النسبة والقرابة تتفاوت المقامات والدرجات وفيها ترغب اولياء وذالك اكمل واجمل و افضل"

(سلسبیل صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ ۱۳۱۲ھ بمبئی بھارت)

ترجمہ۔ آل محمدؐ جو آنحضرت ﷺ کے اہل و اقارب ہیں یا تو صوری لحاظ سے ہوں گے یا معنوی لحاظ سے یا صوری اور معنوی دونوں لحاظ سے ہوں گے۔ پس جس شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت اور معنی دونوں لحاظ سے ہو۔ پس وہی امام ہے جو آپ کا قائمقام اور خلیفہ ہے---- یہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک صورت جسمی عنصری ہے اور ایک صورت دینی اور ایک صورت نوری یا روحانی و معنوی ہے پس جس نے آپ کی صورت دینی کو قائم کیا اور اس کی نسبت آپ کی صورت نوریہ و روحیہ کی طرف صحیح ہو اور اس میں آپ کی حقیقت معنویہ متحقق ہو تو وہ آپ کے علم مقام اور حال کا وارث ہوگا اور وہ حقیقت میں آپ کے صلبی بیٹے کی مانند ہوگا اور اس نسبت و قرابت کے لحاظ سے مقامات اور درجات متفاوت ہیں اور اسی نسبت کی اولیاء کرام رغبت رکھتے ہیں اور یہ نسبت سب سے بہتر اور کامل اور سب سے افضل ہے۔

بحوالہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ۱۴۔۲۱۲ طابع و ناشر مہتمم نشر و اشاعت اصلاح و ارشاد ربوہ پاکستان عام طور پر ال محمدؐ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی مراد لئے جاتے ہیں۔

حضرت احمد علیہ السلام کلکی اوتار اپنے روحانی باپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اکتسابِ نور کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

i۔ " ولكن رسول الله و خاتم النبين ... الخ اس جگہ یہ اشارہ بھی فرمایا کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رو سے ان صلحا کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے--- اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور وارث ہوگا--- یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوارِ محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو"۔

(ریویو بر مباحثہ چکڑالوی ۴۷۷)

ii۔ "مجھے جو کچھ ملا آنحضرت ﷺ کے طفیل ملا ہے۔ اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب عطایات اور عنایات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بہ یمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں"

(براہین احمدیہ ۵۴۰ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

iii۔ <u>اسمه احمدؑ</u>: قرآن مجید میں آخری زمانے (کلجگ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ احمدؑ نام کے ساتھ موسوم مانی جاتی ہے۔ سورہ جمعہ صفحہ ۳ میں اسمه احمدؑ کے بارے میں علماء و مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کلیگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسم احمد کے ساتھ تجلی فرمائیں گے۔ حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق احمدؑ ہی امام مہدی ہوں گے" (البخاری فی تاریخه)

(باقی صفحہ 17 کالم نمبر 1 پر دیکھیں)

# سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

## چند ایمان افروز واقعات

ترتیب از : نصرت اللہ ناصر سنوری ابن حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے | ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں تحریر فرمایا ہے کہ

"۱۹۱۵ء میں ایک مہینے کی رخصت لے کر قادیان گیا۔ چند دن گذرے تھے۔ میں نے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ) سے عرض کیا۔ حضور میں ایک ماہ کی رخصت لے کر آیا ہوں … آپ نے مجھے فرمایا آپ چھ مہینے قادیان میں ٹھہرنے کا انتظام کریں۔ تو پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کو کیا کام کرنا چاہئے۔ … چنانچہ (بعد ازاں) حضور نے مجھے فرمایا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات جمع کریں۔ آپ فجر کی نماز کے بعد (ہر) دوسرے تیسرے دن مسجد میں اعلان فرمادیا کرتے تھے کہ، میاں قدرت اللہ سنوری کو میں نے مقرر کیا ہے۔ جملہ صحابہ کرام اپنی روایات اُن کو لکھوادیا کریں۔ اور اپنے خطوط نقل کروا دیں۔ (تجلی قدرت صفحہ ۱۱۷ طبع دوم)

چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد مبارک پر یہ روایات کثیر تعداد میں جمع کی گئی تھیں۔ ان روایات کا کچھ حصہ کتابی صورت میں 'سیرتِ احمد' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ۲۶ صحابہ کرامؓ کی روایات درج ہیں۔ اور اس کتاب کے دو ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

'سیرت احمد' میں صحابہ کرامؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی ایمان افروز روایات بیان ہوئی ہیں۔ جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہو سکتی ہیں۔ کچھ روایات پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ روایت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک (قادیان) کی چھت پر تھے (اس مسجد کی دو منزلیں ہیں۔ اوپر والی منزل بغیر سقف کے ہے) ایک شخص نے عرض کیا۔ حضور سُنا ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں کے کندھوں پر نازل ہونگے وہ فرشتے کہاں ہیں؟ فرمایا دو فرشتوں سے میرا کیا بنتا ہے۔ میرے ساتھ تو لاکھوں ہیں۔ جو دنیا میں تحریک کر کے مخلوق کو یہاں لاتے ہیں۔ یہ بیان (نبی کریم ﷺ کی) اس حدیث شریف کے مطابق ہے جس میں لکھا ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ محبت رکھتا ہے اس کے متعلق آسمان وزمین کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے۔ اس سے محبت رکھیں۔ (سیرتِ احمد۔ صفحہ ۶۔ طبع اول)

حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک زمانہ میں جب کہ آپ کو الہام ہوا تھا۔ یَاتِیکَ مِن کلِّ فَجٍّ عَمِیق وَیَاتُونَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیق۔

آپ کے پاس مختلف اوقات میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ قادیان آتے رہے۔ اور آپ کی مبارک زندگی میں کئی لاکھ لوگوں کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ وعدہ ہے کہ اسلام دنیا میں تمام دینوں پر غالب آئے گا۔ چنانچہ یہ وعدہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہوگا۔

### بہتر ہے پنشن لے لو اور قادیان آجاؤ

حضرت میاں چراغ الدین صاحب لاہوریؓ سے روایت ہے کہ "ایک دن سیر میں میں حضور کے ہمراہ تھا۔ فرمایا منشی صاحب، بہت عرصہ ملازمت کرلی ہے۔ اب بہتر ہے پنشن لے لو۔ اور قادیان آجاؤ۔ میں نے عرض کیا، بہت بہتر ہے۔ کل ہی درخواست دے دونگا۔ آپ نے فرمایا، نہیں، اتنی جلدی نہیں۔ دو تین ماہ تک لے لینا۔ میں نے کہا اچھا۔ یہ کہہ کر میرے دل میں فکر ہو گیا کہ یا الٰہی! میں سلسلہ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کوئی مضمون میں نہیں لکھ سکتا۔ واعظ میں نہیں۔ میرے یہاں (یعنی قادیان) آنے سے کیا ہوگا؟ میں ایسا کم علم ہوں۔ گویا نغی برابر۔ مجھ ایسے انسان کی یہاں کیا ضرورت ہے۔ میں یہ بات سوچ رہا تھا اور ذرا پیچھے ہو گیا تھا۔ پھر ہمت کر کے جلدی جلدی چل کر حضور کے برابر ہو گیا۔ میں دائیں طرف تھا اور مولوی محمد احسن صاحبؓ بائیں طرف۔ آپ نے مولوی محمد احسن صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ ہم اُمّی ہیں۔ قادیان جا کر کیا کریں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ بھی اُمّی ہی تھے۔ خداوند تعالیٰ نے تمام علوم کو حضور کے قدموں کے نیچے ڈال دیا۔ فصاحت و بلاغت حضور ﷺ پر ختم ہوئی۔ وہ کتاب (قرآن کریم) لائے اور وہ معارف سکھائے جس سے جہان کے علماء دنگ رہ گئے۔ یہ خیال درست نہیں۔ کوئی کہے میں اُمّی ہوں۔ خدا تعالیٰ جب کسی شخص سے کوئی کام لینا چاہتا ہے خود فہم عطا فرمادیتا ہے"۔ میں حیران رہ گیا۔

اگر غور کیا جائے تو یہ امر صرف میاں چراغ الدین صاحب لاہوریؓ کیلئے ہی نہیں ہے۔ بالخصوص اس بات سے جماعت احمدیہ کے تمام افراد ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس وقت جماعت احمدیہ کو اپنی جماعت کی ہر برانچ میں مختلف افراد کی اشد ضرورت ہے۔ جو خدمتِ اسلام کا کام انجام دے سکیں۔ مگر نہائت ضروری ہے کہ "الاعمال بالنیات" کے ماتحت پہلے انتہائی نیک نیتی سے عاجزانہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو فہم و فراست عطا فرمائے اور پھر اُس کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال ہو تا کہ مقبول خدماتِ دینیہ کی توفیق و استطاعت پائیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدو افینا لنھدینھم سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللہ لَمَعَ المُحسِنِین (سورۃ العنکبوت۔ آیت نمبر ۷۰)

(ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے۔)

جہاں جہاں بھی افرادِ جماعت نے صدقِ دل، نیک نیتی اور رضائے الٰہی کے حصول کے تحت عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کامیابی عطا فرمائی ہے۔ یہی احمدیہ جماعت جسے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے قرآن کریم میں حضرت نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں سے وعدہ کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کے ذریعہ قائم فرمایا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے ۱۴۸ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اور ہر سال ہزاروں بلکہ گذشتہ چند سالوں میں لاکھوں لوگ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور یہ ترقی اب بفضلہٖ تعالیٰ عروج پر ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ دنیا کی کوئی طاقت اس ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکے گی۔

جیسے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بار بار توجہ دلائی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ احمدیوں کی دینی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ موجودہ نسلوں اور نئے احمدیوں کی تربیت کو عملی طور پر سرانجام دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو ثمر آور فرمائے تا کہ تمام احمدی تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام کو حاصل کر کے رضائے الٰہی حاصل کرنے والے ہوں۔ (آمین)

حضرت میاں چراغ الدین لاہوریؓ کے پچھلے واقعہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضورؑ نے مجھے پنشن کیلئے فرمایا تھا۔ جب وہ دور تین ماہ گذر گئے۔ انگریزی مہینہ کی ۲۷ ر تاریخ تھی۔ میں دفتر میں کام کرنے گیا۔ دفعتہً خیال آیا کہ حضرت صاحب نے پنشن کیلئے فرمایا تھا اور وہ وقت جو مقرر تھا پورا ہو گیا میں نے پنشن کی درخواست لکھ کر اُسی وقت صاحب (یعنی افسر متعلقہ) کو پیش کی۔ اُس نے بہت اصرار کیا کہ ابھی تم دس سال نوکری کے قابل ہو۔ (لیکن) میں نہ مانا۔ اُس نے حکم دیا اچھا تین دن ٹھہر جاؤ۔ مہینہ ختم ہو جائے۔ تنخواہ پورے مہینہ کی لینا۔ مگر میرے دل میں کچھ ایسا اثر حضور کے فرمان کا ہوا تھا کہ میں نے انکار کر دیا کہ میں تو ایک دن بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ (افسر متعلقہ نے) فرمایا۔ اچھا جاؤ۔ چارج فلاں کلرک کو دے دو حکم ہو گیا۔

چونکہ میں کانفیڈنشل کلرک (Confidential Clerk) تھا۔ اس لئے چارج نہائت احتیاط سے دیا۔ اور وہ کاغذات جو ضروری اور …… رکھے ہوئے تھے۔ سب کچھ سمجھا کر چارج دے کر میں اُسی روز گھر آیا۔ اگلے روز پتہ لگا کہ دفتر میں چوری ہو گئی ہے۔ اور وہ کانفیڈنشل کاغذات چوری ہو گئے۔ اُس شخص کو جو میری جگہ مقرر ہوا تھا۔ ڈی گریڈ کیا گیا۔ کچھ دنوں اُسے تکلیف ہوئی۔ اگر میں وہاں ہوتا۔ چونکہ پرانا ملازم تھا۔ میری غلطی تو سخت مؤاخذہ لاتی۔ یہ حضورؑ کے فرمان کا اعجاز تھا کہ اس چوری سے پہلے پنشن پر آمادہ کرلیا۔ ورنہ میری ساری ملازمت رائیگاں جاتی۔ اور خدا جانے کیا کیا تکلیفیں اٹھانی پڑتیں۔ (سیرت احمد۔ صفحہ ۱۴ تا ۱۶)

اس واقعہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح پاکؑ کے فرمان میں کس قدر برکات اور فوائد پنہاں تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر عمل کرنے سے دینی دنیاوی دونوں رنگوں میں بہت فائدہ حاصل ہوا۔

حضرت میاں چراغ الدین لاہوریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نے جہلم جانا تھا۔ راستہ میں کچھ دن لاہور میں ٹھہرنا تھا۔ جب اسٹیشن (لاہور) پر اترے ہم بہت سے لوگ حاضر تھے۔ اس سال حضورؑ کے ساتھ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید بھی تھے۔ بڑے بڑے لوگ اپنی کوٹھیوں، مکانوں پر تیاریاں کئے ہوئے تھے کہ حضورؑ کو وہاں لے جائیں۔ مگر جب حضرت صاحب اترے میں نے عرض کیا۔ میرے دو مکان ہیں ایک شہر میں ہے اور ایک یہاں قریب ہی ہے۔ اگر حضور مناسب خیال فرماویں تو میرے اسی قریب مکان میں اتر پڑیں اور یہ خالی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ حضورؑ اس عاجز کے مکان پر ہی اترے۔ اور لوگوں کو جواب دے دیا۔ اور وہاں قیام فرمایا۔

دوسرے تیسرے روز موقعہ پاکر (میں نے) عرض کیا کہ حضرت دعا فرماویں اور یہ مکان مبارک ہو جائے اور اگر حضور فرماویں بال بچہ کو بھی یہاں لے آؤں کیونکہ آب و ہوا اچھی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ میں تو اس مکان کو بڑا بابرکت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اس میں نمازیں پڑھی ہیں۔ میں تو یہاں نمازیں اور جماعتیں ہوتی دیکھتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ آج احمدی جماعت (یہ ۱۹۱۵ء کے زمانہ کی بات ہے) لاہور کے چار سو یا پانچ سو افراد اسی مکان میں نماز اکثر پڑھتے ہیں۔ اور جمعہ بھی اسی مکان میں ہوتا ہے۔

### عظیم توکل علی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور دہلی مسجد میں تشریف لے گئے۔ مخالف لوگوں نے بڑی شرارتیں کرنی چاہیں حتٰی کہ قتل تک کا ارادہ کرلیا۔ پولیس نے بڑا کافی انتظام کیا۔ جب نہائت تشویش بڑھی انسپکٹر پولیس خود حضور کے ساتھ ہولیا۔ پولیس دونوں جانب ایک راستہ بناتی جاتی تھی۔ انسپکٹر پولیس ساتھ تھا۔ حضور کو مکان تک پہنچا کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔ صبح جمعہ تھا۔ (ان دنوں میں نماز الگ نہیں پڑھتے تھے) آپ جامع مسجد دہلی کو صرف ایک آدمی ہمراہ لے کر چلے گئے اور کچھ خوف نہ کیا۔ جو آدمی ساتھ تھا۔ اُسی نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب نہائت تیز قدمی سے چلے گئے اور بالکل بے خطر۔ جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ہجوم تھا۔ (سیرتِ احمد صفحہ ۲۰)

یہ واقعہ آپ کے توکل الی اللہ پر گواہ ہے کہ حضورؑ خطرات کے وقت میں بھی ہرگز گھبراتے یا فکر مند نہ ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے پُر امید ہوتے تھے۔ اسی قسم کا ایک مزید واقعہ درج ذیل ہے۔

### پتھر بھی قوم نے برسائے سلام بھی قوم نے پہنچایا

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق سردار جگت سنگھ) روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب امرتسر گئے۔ وہاں لیکچر کی تجویز ہوئی جب حضور لیکچر دینے کیلئے گئے وہاں باوجود پولیس کے انتظام کے لوگ نہ ہٹے۔ بلکہ پتھر مارنے شروع کئے۔ آخر پولیس نے کہا ہمارے قابو سے بات باہر ہو گئی ہے۔ آپ (واپس) تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضور کو بند گاڑی میں بٹھایا گیا اور لوگ زور زور سے پتھر پھینکتے تھے۔ اس قدر زور سے لوگ اِدھر اُدھر پتھر مارتے تھے کہ گاڑی کی طاقی (کھڑکی) کو زور سے ہم پکڑ کر اوپر لے جاتے مگر لگائی نہ جاتی (بند نہ ہوتی تھی) پتھروں کے مارنے سے نیچے گر جاتی۔ مگر یہ عجیب خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بارش کی طرح

پتھر برسے مگر احمدی جماعت کے کسی فرد کو پتھر نہ لگا۔ بلکہ ایک مخالف نے (جب بھی) مارا۔ یا (تو) زمین پر گرا۔ یا گاڑی پر۔ یا کسی دوسرے مخالف کے ہی لگا۔

جس وقت پتھر پڑ رہے تھے۔ ایک آدمی نے زور سے السلام علیکم کہا۔ آپ نے فرمایا وعلیکم السلام۔ اُس نے کہا میں نے وہ سلام پہنچایا ہے جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب مسیح مہدی آوے اُس کو میرا سلام پہنچانا۔ آپ نے تبسّم لب ہو کر فرمایا۔ الحمد للہ یہ پیشگوئی رسول کریم ﷺ کی تھی۔ پوری ہو گئی۔ پتھر بھی قوم نے برسائے۔ سلام علیکم بھی پہنچ گیا۔ آپ اُس وقت ذرّہ بھی نہیں گھبرائے۔

(سیرت احمد صفحہ ۲۱)

## اگر مرزا اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو مجھے ایک نشان دکھا

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نہائت پیارا واقعہ پیش ہے کہ جو لوگ صدقِ دل سے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے مسیح مہدی کی صداقت کا نشان بھی حسبِ خواہش دکھا دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ (خُسر حضرت مسیح موعودؑ) کا ایک واقعہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

جب حضرت مرزا صاحب کی شادی میری لڑکی (نصرت جہاں بیگم صاحبہ) سے ہوئی وہ پہلی بار یا دوسری بار یہاں (قادیان) آئی ہوئی تھی۔ میں اُس کو لینے کیلئے آیا۔ مرزا صاحب نے اُس کو رخصت کر دیا۔ ایک میں تھا اور ایک میری لڑکی (ام المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ) ایک خدمتگارہ جو ساتھ مرزا صاحب نے بھیجی تھی۔ جاتے وقت ہم کو خرچ معمولی دیا۔ جس سے ہم تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لے سکتے تھے۔ بٹالہ جا کر میں نے دہلی کے تین ٹکٹ تھرڈ کلاس کے لئے اور اپنی لڑکی (ام المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ) سے کہا۔ تم اور خدمتگارہ زنانہ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں مردانی گاڑی میں بیٹھوں گا۔ انہوں نے انکار کیا کہ میں اکیلی نہیں ہوتی۔ (میں اکیلی رہنا نہیں چاہتی) میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گی۔ مجھے تکلیف معلوم ہوئی کہ جب یہ ساتھ بیٹھے گی۔ لوگ ساتھ آ بیٹھیں گے۔ اس کو بھی اور مجھے بھی تکلیف ہوگی۔ خیر ہم ایک خانہ خالی (گاڑی) میں بیٹھ گئے۔ امرتسر پہنچے۔ اسٹیشن سے پرلی طرف ایک باغیچہ میں بیٹھ رہے۔ کیونکہ گاڑی نے رات کے وقت جانا تھا۔ وہاں بیٹھ کر میں نے دعا کی۔ بارِ خدایا۔ اگر مرزا اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ (اس وقت میں مرزا صاحب کا مرید تھا۔ نہ معتقد) اور تجھے اس کی عزّت منظور ہے تو مجھے ایک نشان دکھا کہ میں اور میری لڑکی (اُمّ المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ) اور اُس کی خدمتگارہ تینوں ہی ایک خانہ (گاڑی) میں بیٹھے چلے جائیں۔ اور دہلی تک کوئی اور مرد ہماری خانہ (گاڑی) میں آکر نہ بیٹھے۔ کیونکہ لوگوں کے دل تیرے تصرّف میں ہیں۔

سٹیشن پر ڈپٹی فتح علی اور حافظ محمد یوسف جو مرزا صاحب کے معتقد تھے۔ مجھے مل گئے۔ انہوں نے کہا شام کا کھانا ہم لاویں گے۔ میں نے منظور کر لیا۔ وہ شام کو کھانا لائے۔ ان کے ساتھ اُن کا دوست ڈپٹی انسپکٹر پولیس سٹیشن بھی ساتھ آیا۔ انہوں نے ہم کو کھانا کھلایا۔ اور ہمارا اسباب خود اٹھا کر ہم کو گاڑی میں سوار کر دیا۔ وہ رخصت ہو گئے۔ مگر ڈپٹی انسپکٹر پولیس وہاں کھڑا رہا۔ آخر جب وہ جانے لگا۔ ایک سپاہی کو حکم دے گیا کہ اس خانہ کو چابی (یعنی تالا) لگا دو۔ اور جب تک گاڑی نہ چلے یہاں کھڑے رہو۔ کوئی اور آدمی سوار ہونے نہ پاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور گاڑی چل دی۔ جالندھر چھاؤنی کے سٹیشن پر ایک بابو آیا۔ چابی سے (تالا) کھولا۔ اور ایک آدمی کو اندر داخل کیا کہ یہاں بیٹھ جا۔ ابھی وہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ پھر اُس بابو نے اس کو گھینچ لیا۔ اور کہا۔ آ اور جگہ بٹھاؤں۔ اور خانہ کو چابی (تالا) لگا کر چلا گیا۔ غرض اسی طرح غازی آباد تک ہم تینوں بیٹھے رہے۔ وہاں نمازِ فجر کا وقت ہو گیا۔ ہم نے اُتر کر نماز پڑھی۔ وہاں سے پنجاب لائن اور دہلی لائن کا کچھ حساب تھا۔ وہ گاڑی میں گن گن کر ہر خانہ (گاڑی) میں دس دس (مسافر) بٹھایا کرتے تھے۔ میں نے سوچا یہاں تو وہ ضرور دس (افراد) پورے بٹھا دیں گے۔ جب ہم نماز پڑھ کر گئے اپنا خانہ (گاڑی) خالی پایا۔ دیر تک بیٹھے رہے کہ اب کوئی ہمارے خانہ (گاڑی) میں آدمی بٹھا دے۔ بابوؤں اور ساری ریل میں حساب کر کے دس دس آدمی فی خانہ پورے پورے بٹھائے مگر ہمارا خانہ (گاڑی) دلی تک اسی طرح رہا۔ ہم دہلی بخیریت اتر گئے۔

(سیرتِ احمد صفحہ ۲۹ تا ۳۱)

## دعا کرتے کرتے درد جاتا رہا

حضرت میر ناصر نواب صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ کو دردِ قولنج ہوا۔ اور بڑی تکلیف تھی۔ حضرت صاحب میرے پاس آئے اور دعا شروع کی (میاں اسماعیل بھی میرے پاس تھے۔ وہ میرے درد اور تکلیف کو محسوس کر کے روتے تھے۔ میاں اسحٰق بھی میرے پاس تھے۔ وہ میاں اسماعیل کو روتے دیکھ کر کہتے تھے۔ اس کو کیا ہو گیا ہے۔ یونہی روتا ہے)۔ حضرت صاحب نے بڑی دیر دعا کی۔ دعا کرتے کرتے درد جاتا رہا۔ اور آرام ہو گیا۔

(سیرتِ احمد صفحہ ۲۸)

## اسسٹنٹ سرجن

حضرت مسیح موعودؑ کو بوجہ تعلق باللہ وحی الٰہی پر کس قدر کامل یقین تھا۔ اُس کی بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ

حضرت میر ناصر نواب صاحب روایت کرتے ہیں کہ جس سال سخت زلزلہ آیا۔ میری بیوی اور میری لڑکی (ام المومنین نصرت جہان بیگم صاحبہ) دونوں بہت خوف زدہ تھیں اور روتی تھیں کہ میاں اسماعیل کہیں زلزلہ میں مر نہ گئے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب سُنا تو فرمایا۔ ہمیں الہام ہوا ہے کہ "اسسٹنٹ سرجن"۔ جب تک اسسٹنٹ سرجن نہ ہو کس طرح مر سکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میاں اسماعیل ہر بلا سے محفوظ رہے۔ (اور اسسٹنٹ سرجن بھی بنے)

(سیرتِ احمد صفحہ ۲۹)

# محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام پر بی بی سی کا تبصرہ

مرزا خلیل احمد قمر

بی بی سی نے مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء کے سیربین میں درج ذیل خبر دی۔ پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کا آج لندن میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کچھ عرصے سے علیل تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ۲۹ر جنوری ۱۹۲۶ء کو پاکستان کے شہر جھنگ میں آنکھ کھولی تھی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جھنگ میں ہی مکمل کی۔ انہیں فخر تھا کہ ان کی انگریزی کے استاد ایک مسلمان تھے اور ریاضی کے استاد ایک ہندو تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں عقائد سے بلند ہو کر انسان کے دکھ درد کو دیکھا اور اس جدوجہد میں اپنی زندگی گزار دی کہ محروم دنیا علم و فن سے آگاہ ہو جائے۔

سکول تا یونیورسٹی ہر امتحان میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے انہیں کیمبرج یونیورسٹی کا سکالر شپ میں ملا۔ وہ ریاضی کی اعلیٰ ترین سند ٹرائی پاس میں اول پوزیشن لے کر رینگلر کہلائے۔ پھر کیمبرج سے ہی انہوں نے طبیعیات کی پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ کیمبرج یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ سے پہلے سمتھ پرائز بھی دیا جو انہیں ڈاکٹریٹ سے پہلے غیر معمولی کارگزاری دکھانے کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں ذیلی ذرات کی دریافت پر ڈاکٹر سلام نے نوبل پرائز حاصل کیا اس کے علاوہ طبیعیات کے میدان میں ڈاکٹر صاحب نے دنیا کے دس اور بڑے اعزاز اور انعام حاصل کئے تھے۔ میکس ویل میڈل کو حاصل کرنے والے وہ سب سے پہلے سائنسدان تھے۔ انہوں نے سینکڑوں سائنسی مقالے لکھے جن میں سے دو سو سے زیادہ شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر سلام کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ غالباً تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز اور تھرڈ ورلڈ نیٹ ورک سائنٹیفک آرگنائزیشن کا قیام ہے ان اداروں میں دو سو سے زائد دنیا کے سائنسدان شامل ہیں جن میں سے دس نوبل انعام یافتہ بھی ہیں تیسری دنیا کے بیالیس ملک ان کے ممبر ہیں ڈاکٹر عبدالسلام کے خیال میں تیسری دنیا کے مسائل کا واحد حل تعلیم اور ایسی ٹیکنالوجی ہے جو مقامی سطح پر دریافت کی جائے جس پر تمام تیسری دنیا میں عملی تجربات ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کو پوری دنیا میں غیر معمولی عزت و احترام حاصل تھا۔ لیکن ان کا دل اس بات پر زخمی تھا کہ ان کے اپنے وطن میں وہ رتبہ حاصل نہ ہو سکا جس کی انہیں توقع تھی۔

بی بی سی نے اپنے پروگرام دریافت مورخہ ۲۲ر نومبر بروز جمعہ پہلی مجلس میں بتایا کہ پاکستان کے نوبل انعام پانے والے سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ۷۰ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا وہ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔

پروفیسر سلام کی خواہش تھی کہ پاکستان میں آباد ہو جائیں مگر وہاں نہ تو ریسرچ کی عمدہ سہولتیں تھیں اور نہ حکومت کے پاس سائنسی شعبے کے لئے وافر رقوم تھیں۔ ان کی شخصیت کا ایک پہلو بہت متنازعہ تھا۔ وہی پہلو جس کی طرف پاکستان کے سرکاری ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے گزشتہ روز اپنی نشریات میں کوئی اشارہ نہیں کیا۔ یعنی پروفیسر عبدالسلام کا مذہب۔ وہ احمدی فرقے سے تعلق رکھتے تھے جسے پاکستان میں غیر مسلم اقلیت تو قرار دیا جا چکا ہے مگر ان کو اقلیت کے حقوق اور اقلیت کو ملنے والا تحفظ فراہم نہیں کیا گیا۔ بعض انتہا پسندوں نے انہیں یہ دھمکی دے رکھی تھی کہ پروفیسر لوٹ کر پاکستان آئے تو ان کو قتل کر دیا جائے گا۔

پروفیسر سلام نے تیسری دنیا میں سائنس کے فروغ کے لئے ۱۹۶۴ء میں انٹرنیشنل سنٹر فار تھورٹیکل فزکس قائم کیا۔ جس کے وہ ۱۹۹۴ء تک ڈائریکٹر رہ چکے ہیں سنٹر کے موجودہ ایگزیکٹو پروفیسر مینگو دیا سارو نے ڈاکٹر سلام کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا :۔

"یہ بات ناقابل یقین ہے کہ پروفیسر سلام کو تیسری دنیا کے کتنے لوگ جانتے ہیں آپ کسی بھی ترقی پذیر ملک میں جائیں آپ ان کا نام سن سکتے ہیں۔ ان کے نظریات کی ہر جگہ قدر کی جاتی ہے وہ ہر جگہ موجود ہیں چاہے کولمبیا ہو۔ پاکستان ہو یا کوریا اب دیکھیں ان کا یہ مرکز کوریا میں ہے۔ پروفیسر عبدالسلام ایسے شخص تھے جنہوں نے تیسری دنیا کے لوگوں کو عالمی سطح پر عزت اور وقار عطا کیا۔

پروفیسر مینگو دیا سارو کے الفاظ یہ تھے پروفیسر سلام نے طبیعیات کے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے ہیں انہوں نے اس شعبے میں جو خیالات پیش کئے ہیں وہ جدید سائنس کی بنیاد تصور کئے جاتے ہیں سائنسی دنیا میں ان کے کارنامے دیر تک یاد رکھے جائیں گے۔

اسلام آباد سے بی بی سی کے سائنسی نامہ نگار احتشام الحق نے رپورٹ بھجوائی کہ :۔

"پروفیسر سلام نے بنیادی طور پر فزکس میں ریسرچ کی۔ جس پر نئی نئی جہتیں تلاش کیں۔ ان کی ریسرچ سے فزکس میں انقلابی تبدیلی ہوئی۔ اس کا تعلق فزکس کے بنیادی قوانین سے ہے۔ وہ پوری دنیا میں فزکس کے غیر متنازعہ سکالر سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سارے ایوارڈ حاصل کئے ان میں ہاکنگ اور ایڈم پرائز بھی شامل ہیں۔ جو ۱۹۵۸ء میں ملے ۱۹۶۱ء میں میکسویل میڈل اور ۱۹۶۹ء میں اننگ میڈل حاصل کئے۔ ۱۹۸۳ء میں متحدہ روس سے لومنز آف گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔ ان کی بہت بڑی کامیابی جو سمجھی جاتی ہے وہ یونیفائیڈ تھیوری ہے جس پر انہیں نوبل پرائز بھی دیا گیا اس کے بعد انہوں نے اٹلی کا ایٹم فار پیس بھی حاصل کیا۔ ڈاکٹر سلام ایک سائنسدان ہونے کے ساتھ انتہائی کامیاب ایڈمنسٹریٹر بھی سمجھے جاتے تھے۔ ان کی کوششوں سے قائم کردہ I.C.T.P. کا ادارہ ہے اس سے پچاس ہزار ریسرچ سکالر اب تک فیض یاب ہو چکے ہیں آپ کو ۱۹۸۳ء میں اکیڈمی آف سائنسز کا صدر بھی مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے انٹرنیشنل سنٹر آف سائنس اینڈ ہائی ٹیکنالوجی کے بنانے میں بڑی مدد کی۔ جہاں کیمسٹری زمین ماحول اور میرین سائنس پر ریسرچ کی جاتی ہے انہیں تھرڈ ورلڈ نیٹ ورک آف سائنٹیفک آرگنائزیشن کا پہلا صدر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ وہ ہمیشہ ہی پاکستان میں سائنس کی تعلیم کے حوالے سے بہت زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔ پاکستان میں نیوکلیئر سائنس اور ٹیکنالوجی پر جو کام ہوتا رہا ہے اس میں انہوں نے کافی مدد کی۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۴ء تک پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ممبر بھی رہے۔

پاکستان کے صدر لغاری اور وزیر اعظم معراج خالد نے اپنے الگ الگ بیانات میں پروفیسر سلام کی موت پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ پروفیسر سلام کی موت صرف پاکستان کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا ایک عظیم نقصان ہے سائنس اور ٹیکنالوجی کی وزیر بیگم عابدہ حسین نے بھی پروفیسر سلام کی موت پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان ایک عظیم سائنسدان سے محروم ہو گیا ہے۔ پورے ملک کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اساتذہ اور سٹوڈنٹس کی طرف سے بھی پروفیسر سلام کی موت پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ)

## درخواست دعا

☆ خاکسار کے چچا محترم سید عبدالمصور صاحب حال مقیم بمبئی شدید بیمار ہیں ہسپتال میں زیر علاج ہیں معجزانہ رنگ میں صحت تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا ہونے کے واسطے دعا کی درخواست ہے۔

(سید فضل نعیم احمدی معلم وقف جدید اندرون اڑیسہ)

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے

# دشمنانِ اسلام واحمدیت کو مباہلے کے چیلنج

فخر احمد چیمہ

ابتدائے آفرینش سے ہی یہ سنت الٰہی ہے کہ ہر خلیفۃ اللہ کی مخالفت اُس زمانہ کے مذہبی اجارہ دار کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن وہ خدا جو ہمیشہ سے نیکوں کی تائید میں کھڑا ہے وہ مومنین کے ازدیاد ایمان اور حق کے مخالفین کو ہلاک کرنے کے لئے نشانات دکھاتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس بات کو پیش کرتا ہے کہ بحث و مباحثہ اور مناظروں کے بعد جب اتمام حجت ہو جائے معاملہ خدا کی عدالت میں بغرض فیصلہ پیش کر دیا جائے چنانچہ فرماتا ہے کہ :

فَمَن حَاجَّکَ فِیهِ مِن بَعدِ ما جاءَ کَ مِنَ العِلم فَقُل تَعَالَوا نَدعُ أبناء نَاو ابناء کُم ونِسَاءَ نَا و نسَاءُ کمْ وانفُسَناوانفُسَکم ثم نبتهل فَنَجعل لَعنَتَ اللہ علی الکٰذبین ٥ (آل عمران-٦٢)

ترجمہ : یعنی اب جو شخص تیرے پاس علم الٰہی کے آ چکنے کے بعد تجھ سے اس کے متعلق بحث کرے تو تو (ان سے) کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے نفوس کو اور تم اپنے نفوس کو، پھر گڑ گڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

یہ وہ حق و باطل میں تمیز کرنے کا طریق ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں سمجھی جا سکتی کیونکہ جب کسی مدعی کی گواہی خدائے عزّ و جل دے دے تو اور کسی گواہی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

چنانچہ اس آیت مباہلہ کے تحت حضرت اقدس محمد رسول ﷺ نے عیسائیوں کو پیشکش کی کہ آؤ ہم اور تم مباہلہ کر لیتے ہیں۔ تاریخ میں آتا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد جو مسجد نبوی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور خدائی وعید سے مرعوب ہو گئے۔ اس بات پر تو مفسرین کا اتفاق ہے کہ مباہلہ کے لئے جماعت کا ہونا ضروری ہے مگر مقام کے متعلق تھوڑا اختلاف ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ دونوں جماعتیں ایک مقام پر روبرو جمع ہو کر لعنت ڈالیں تو ہی مباہلہ ہوگا ورنہ نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مباہلوں کے چیلنج اور ان کے نتیجہ میں دشمنوں کا ہلاک ہونا اس امر کو کھولنے کے لئے کافی ہے۔ بہر حال مباہلہ کے لئے ایک خاص اور معین جگہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں مباہلہ میں جماعت کا شامل ہونا ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اہل و عیال کو بھی دعا میں شامل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسلام کی مکمل فتح اور اظہار علی الدین کلہ کے لئے بعثت ثانیہ کا دور مقدر ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اس دور کے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا تو سنت الٰہی کے مطابق ہر طرف سے فتاوی تکفیر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ پس آپ نے اپنے اثبات دعویٰ کے لئے جہاں مخالفین سے کئی مباحثے اور مناظرے کئے وہاں اپنے مخالفین کو علمی و عملی روحانی مقابلہ کی بھی دعوت دی لیکن ؂

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اور جب آپ کی طرف سے اتمام حجت ہو گئی اور آپ نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو کھول کھول کر پہنچا دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر آیت مباہلہ از سر نو نازل کی گئی جو اس امر کا اشارہ تھا کہ اب آپ کو اپنے مخالفین سے مباہلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے اپنی حیات طیبہ میں جو مباہلہ کے چیلنج دیئے ان کا سن وار تذکرہ درج ذیل ہے :

١- آپ نے سب سے پہلے ایک آریہ سماج ہوشیار پور کے رکن ماسٹر مرلیدھر کو ١٨٨٦ء میں مباہلہ کا چیلنج دیا۔ آپ نے فرمایا "اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالہ کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہے اور اپنے کفریات سے باز نہ آئے تو ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں"۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ٢٣٢) لیکن ماسٹر مرلیدھر اور اس کے ساتھیوں پر خدائی رعب اس قدر غالب آیا کہ ان کو مباہلہ قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر سات سال بعد ١٨٩٣ء میں پنڈت لیکھرام نے اس مباہلہ کے چیلنج کو دوہرا کر مباہلہ کرنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ٢٠/ فروری ١٨٩٣ء کو مباہلہ ہوا جس پر چھ برس کی مدت کے اندر اندر لیکھرام ٦/ مارچ ١٨٩٧ء کو خدا کے اس مدعی کی صداقت پر مہر کرتا ہوا ہلاک ہو گیا۔

٢- ابتدا میں اگرچہ حضرت اقدسؑ نے مسلمانوں سے مباہلہ نہیں کیا مگر ١٨٩١ء میں جب مولوی اسماعیل علیگڑھی نے آپ پر بعض آلات نجوم کے رکھنے کا الزام لگایا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے مباہلہ کی آیت تحریر کر کے فرمایا میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو میں نے آیت ربانی کے ذریعہ سے لکھ دیا ہے۔

٣- ١٨٩٢ء کا سال وہ سال ہے جب خدا تعالیٰ نے آپ کو مسلمان مکفر و مکذب علماء سے مباہلے کرنے کی اجازت دی۔ آپ نے مباہلہ کا اشتہار دیتے ہوئے فرمایا: "اب میں خدا تعالیٰ سے مامور ہو گیا ہوں کہ تا میں آپ لوگوں سے مباہلہ کرنے کی درخواست کروں اس طرح پر کہ اوّل آپ کو مجلس مباہلہ میں اپنے عقائد کے دلائل از روئے قرآن اور حدیث کے سناؤں اگر پھر بھی آپ لوگ تکفیر سے باز نہ آئیں تو اُسی مجلس میں مباہلہ کروں سو میرے پہلے مخاطب میاں نذیر حسین دہلوی ہیں اگر وہ انکار کریں تو پھر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اگر وہ انکار کریں تو پھر بعد اس کے تمام وہ مولوی صاحبان جو مجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور مسلمانوں کے سرگروہ سمجھے جاتے ہیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ٢٦٢)

اس چیلنج کو صرف عبدالحق غزنوی نے بظاہر قبول کیا مگر پھر مختلف تاویلیں کر کے راہ فرار اختیار کرلی۔

٤- حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک کام چونکہ اظہار علی الدین کلہ بھی تھا لہٰذا آپؑ نے ٥ مئی ١٨٩٣ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپؑ نے عیسائیت کے سرکردہ لیڈروں پادری عبداللہ آتھم ہنری مارٹن کلارک پادری عماد الدین کو پہلے مباحثہ اور پھر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا :

"لیکن ساتھ اس کے یہ ضروریات میں سے ہوگا کہ ہر یک چھ دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد بطور متذکرہ بالا امور مجھ میں اور فریق مخالف میں مباہلہ واقع ہوگا اور یہ اقرار فریقین پہلے سے شائع کرا دیں کہ ہم مباہلہ کریں گے"۔ پھر فرمایا "اگر کوئی عیسائی صاحب میرے مقابل پر آسمانی نشان دکھلائیں یا میں ایک سال تک نہ دکھلا سکوں تو میرا باطل پر ہونا کھل جائے گا۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ٤٩)

چنانچہ عبداللہ آتھم نے مباحثہ تو کیا لیکن مباہلہ کرنے سے گریز کیا لیکن اس کی بدزبانیوں کی وجہ سے دوران مباحثہ حضرت اقدسؑ نے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔ چنانچہ عبداللہ آتھم پہلے رجوع الی الحق ہو کر بچایا گیا اور پھر اخفاء حق کے جرم میں حضرت اقدسؑ کی صداقت کا گواہ بن گیا۔

چنانچہ جب عبداللہ آتھم والی پیشگوئی پوری نہ ہونے کا شور اٹھا تو آپ نے ١٨٩٦ء میں اپنے مباہلہ کے چیلنج کو دوہراتے ہوئے اشتہار دیا کہ :

"میں کہتا ہوں کہ آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو لازم ہے کہ مجھ سے مباہلہ کرلے"۔ (انجام آتھم صفحہ ٣٢)

چنانچہ آپ نے نام لے لے کر مارٹن کلارک، پادری عماد الدین وغیرہ کو بلایا مگر ہر یک نے مدمقابل پر آنے سے گریز کیا۔ آپ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں ان افضال الٰہیہ اور برکات کا تذکرہ فرمایا جو مباہلہ کے دوران آپ پر نازل ہوئیں مگر افسوس کہ یہ تمام نشانات ظاہراً آنکھیں رکھتے ہوئے بھی بہت سے لوگوں کو نظر نہیں آئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں سعید فطرتوں کو جھنجھوڑتے ہوئے لکھا کہ "اس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار خائن اور کذاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر یک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا۔ جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددعا کی۔ وہ بددعا اسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اسی نے شکست کھائی۔ پس خدا را سوچو یہ الٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچا لیا۔ کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوئی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ٢)

٥- ١٨٩٤ء میں آپؑ نے مسئلہ خلافت جو شیعوں اور دیگر مسلمانوں کے درمیان نزاع بنا ہوا تھا، کو حل کرنے کی تجویز پیش کی۔ فرمایا کہ شیعہ صاحبان سے فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ ایک میدان میں حاضر ہو کر دعا کریں اور لعنت اللہ علی الکذبین کہیں اور اگر ایک سال تک میری دعا کا اثر ظاہر نہ ہو تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہونگا۔ اس طرح آپ نے اُس شخص کو بھی مباہلہ کا چیلنج دیا جو کہ آنے والے مسیح کو احمد اور عیسیٰ کا نام دیئے جانے کی جو حقیقت حضرت اقدسؑ نے بیان کی ہے اس سے اختلاف کرتا ہے۔ (اتمام الحجۃ علی الذی لجَّ و زَاغَ عن المحجۃ)

٦- ١٨٩٨ء میں آپؑ نے اپنے ١٨٩٢ء والے مباہلہ کو پھر دوہرا لیا جیسا کہ اوپر ذکر گزر گیا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ١٨٩٢ء میں ان تمام علماء کو جو آپؑ کو مکفر اور مکذب سمجھتے تھے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ لیکن عملاً نہ تو یہ علماء مباہلہ کا چیلنج قبول کر سکے اور عوام سے ڈر کر نہ اُس کا انکار کر سکے بلکہ پوشیدہ طور پر مباہلہ کرنے کی حامی بھی بھرتے اور پھر مختلف حیلوں سے راہ فرار بھی اختیار کر لیتے۔ چنانچہ جب ١٨٩٨ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے دو شاگردوں ابوالحسن تبتی اور جعفر زٹلی نے چار اشتہار یکے بعد دیگرے مباہلہ کے قبول کرنے اور نہایت گندی اور غلیظ گالیوں پر مشتمل دیئے۔ چونکہ یہ اشتہار محمد حسین بٹالوی کے ایماء سے ہی دیئے گئے تھے۔ اور حضرت اقدسؑ ان کی فطرت سے واقف تھے کہ یہ مقابلہ پر نہیں نکلیں گے چنانچہ آپ نے یک طرفہ دعا کر کے ایک اشتہار مباہلہ پر مشتمل شائع کیا جو اشتہار ٢١/ نومبر ١٨٩٨ء کے نام سے موسوم ہے آپ نے فرمایا :

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجہ میں منتظر رہیں کہ جو ٢١/ نومبر ١٨٩٨ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اشاعۃ السنہ اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ١٥/ جنوری ١٩٠٠ء میں ختم ہوگی۔ (روحانی خزائن جلد ١٤ صفحہ ١٥٣)

٧- اس کے بعد آپؑ کی نظر سے امریکہ کے بعض اخبار گزرے جن میں امریکہ کے ایک شخص جان الیگزنڈر ڈوئی نے مسیح کا دعویٰ کیا اور اس کی بدزبانیاں جب اسلام کے متعلق بہت بڑھ گئیں تو آپ نے پہلے ٨/ اگست ١٩٠٢ء کو ایک چٹھی میں اسے مباہلہ کا چیلنج دیا پھر بعد ازاں ١٩٠٣ء میں پھر اس چیلنج کو دوہرا لیا۔ چنانچہ اُس نے اسے قبول کر لیا اور آخر ٩/ مارچ ١٩٠٣ء کو حضرت اقدسؑ کے دعویٰ مسیح موعود کی صداقت کا گواہ بن گیا۔

٨- ١٦/ جولائی ١٩٠٦ء کو آپؑ نے تمام دنیا کو ایک عام دعوت مباہلہ دی چنانچہ حقیقۃ الوحی میں آپؑ فرماتے ہیں: "ہر یک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے اور مکار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے ...... وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو اُس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل میں رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے" پھر فرمایا "میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کریں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ٧١)

اس چیلنج میں آپؑ نے خصوصاً عبدالحکیم مرتد کو دعوت مباہلہ دی۔ اگرچہ اس وقت بظاہر کسی نے چیلنج کو قبول نہ کیا مگر پھر بھی جب بھی کسی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا وہ ہلاک ہو گیا۔ حتی کہ ١٨٩٢ء میں آپؑ نے جن ٦٤ علماء کو نام لے لے کر مباہلہ کے لئے بلایا تھا ان میں سے ١٩٠٦ء تک صرف بیس زندہ تھے اور وہ بھی کسی نہ کسی مصیبت و بلا میں گرفتار تھے۔

بہر حال حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرف سے آپ کی حیات طیبہ میں بار بار دشمنان احمدیت و اسلام کو دعوت مبارزت دی جاتی رہی۔ مگر مقابل پر نکلنے والے بہت کم تھے۔ اور آج جب کہ ہم مسیح موعودؑ کے ہی دور میں سے گزر رہے ہیں یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پہلا مباہلہ کا چیلنج ١٨٨٦ء کو دیا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ١٠/ جون ١٩٨٨ء کو علماء کو چیلنج دیا جس کے نتیجہ میں ١٧/ اگست ١٩٨٨ء کو ضیاء الحق اس مباہلہ کے تحت اپنے فوجی افسران سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ جو کہ اس مباہلہ کے اولین مخاطب تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح

(باقی صفحہ 17 کالم نمبر 3 پر دیکھیں)

# انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتوں کے بارے میں فرائڈ کے (FREUD) نظریات اور

# حضرت مسیح موعودؑ کا علم قرآن

ڈاکٹر امتیاز احمد آف آرہ (بہار)

قرآن کریم حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ واذ علمتک الکتاب و الحکمۃ والتورٰۃ والانجیل (مائدہ ۱۱۱)۔ یہ آیت صرف ماضی کی ایک خبر ہی نہیں دے رہی ہے بلکہ ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی ہے جس کا مظاہرہ مسیح محمدی کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ کے ذریعہ پہلی بار ہوا۔ حضرت مسیح ابن مریم کو ان صحیفوں کا علم دیا گیا تھا جو محدود زماں و محدود مکاں تھیں۔ چونکہ مسیح موعود و مہدی معہود کی آمد بروزی طور پر محمد رسول عربیؐ کی آمد ہے اس لئے خدا نے آپ کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا جب دنیاوی علوم بھی اپنے عروج پر پہنچ چکے تھے تاکہ دنیا پر یہ ثابت کیا جا سکے کہ یورپ اور امریکہ کے مفکرین کی تقلید کرنا فضول ہے کیونکہ ان کے پاس سطحی علم ہے جو انسانی کمزوریوں سے پاک نہیں ہے اور قرآن حکیم وہ اعلیٰ وارفع کلام ہے جو سارے علوم کے خزانوں کی کنجی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پوری زندگی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ خدا نے آپ کو اس کتاب کے علم و عرفان سے نوازا جو نہ محدود زماں ہے نہ مکان۔ چنانچہ اس کا مظاہرہ آپ کی معرکۃ الآراء تفسیر جو جلسہ مذاہب عالم میں ۲۷ اور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو لاہور میں حضرت مولوی عبدالکریمؓ نے پڑھ کر سنایا اور کتابی شکل میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے چھپی کے ذریعہ ہوا۔ مضمون کے سب پر بالا رہنے کی خبر تو آپ کو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی دے دی تھی جس کا آپ نے اعلان قبل ہی کر دیا جو خدا کے فضل سے پورا بھی ہوا۔ اس اشتہار میں آپ نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ :

"سو مجھے بتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے"

جلسہ اعظم مذاہب کی کمیٹی نے جن پانچ سوالوں کو مختلف مذاہب کے علماء کے سامنے رکھا تھا ان میں پہلا سوال تھا۔ "انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں" یہ ایک بنیادی فلسفیانہ سوال ہے جس پر زمانہ قدیم سے مختلف فلسفی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ قدیم ہندوستانی فلسفی چارواک (Charwak) کا اس سلسلے میں کہنا ہے کہ "تم گھی پیو اگر اس کے لئے تم کو قرض بھی لینا پڑے تو تم قرض لے کر گھی پیو" اس سے کافی ملتی جلتی بات ۱۹ویں صدی کے جرمن فلسفی Bernheim نے تھیوری آف ہیڈونیزم (Theory of Hedon-ism) میں پیش کی۔ ان دونوں فلسفیوں کو ہم اصول لذائذ کے پیروکار Pleasure Principle Oriented کہہ سکتے ہیں۔ دور حاضر کے عظیم فلسفی فرائیڈ نے ان فلسفیوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انسان کی مکمل تصویر ہو ہی نہیں سکتی اس لئے کہ انسان ہمیشہ اصول لذائذ (Pleasure Principle) کی پیروی نہیں کرتا بلکہ وہ کبھی کبھی Pain Principle کو بھی ترجیح دیتا ہے۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرائیڈ نے Dynamic Aspect of Mind کا نظریہ پیش کیا اور کہا کہ انسان کی حالت تین مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہے اس لئے اسے Dy-namic کہنا مناسب ہے۔ ان تینوں حالتوں کا نام فرائیڈ نے Id, Ego & Super-ego رکھا ہے۔

دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن حکیم کی روشنی میں گویا تین سرچشموں کا ذکر کیا ہے۔ پہلے سرچشمہ کا نام قرآن کریم نے نفس امارہ رکھا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سورہ یوسف (۵۴) میں فرماتا ہے۔

انّ النّفس لامارۃ بالسّوء

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نفس امارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف ہے اور اس کے اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ غرض بدی اور بے اعتدالی انسان کی ایک طبعی حالت ہے جس میں انسان چارپایوں سے مشابہ رہتا ہے۔ لگ بھگ اسی قسم کی انسانی کیفیت کو فرائیڈ Id کہتے ہوئے لکھتا ہے کہ :۔

"Id includes those features of human psychology which are most like the impulses observed in animals.... The most striking characteristic of the Id is its subordination to the pleasure principle

(Facts and Theones of Psychoanalysis by Ives Hendrick)

یعنی Id کے ذریعہ انسانی نفس کی ان خصوصیات کا مظاہرہ ہوتا ہے جو جانور سے مشابہ ہوتی ہیں اور یہ لذائذ کی غلامی کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ دوسرے سرچشمہ کا نام قرآن حکیم نے نفس لوامہ رکھا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۃ قیامت (۳) میں فرماتا ہے۔

وَلاأُقسِمُ بالنفس اللّوّامة

اس کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ نفس لوامہ وہ سرچشمہ ہے جس سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور انسان حیوانیت سے نجات پانا شروع کرتا ہے۔ اس کا نام خدا نے لوامہ اس لئے رکھا ہے کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور نیکیوں کے بجا لانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی طبعی جذبات اس پر غالب آجاتے ہیں مگر یہ اُس پر ملامت کرتا ہے اور پھر اٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی کی راہوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے جب تک کہ اپنے آپ کو ساری بدیوں سے پاک نہ کرے۔

۱۰ فرائیڈ نے انسان کی اس حالت کو Ego کہا ہے اور اس کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

The Ego is the master servant of Id and superego Id

یعنی اس سے بدی سرزد ہوتی ہے تو Ego مجبور ہوتا ہے Id کی غلامی کرنے پر اور جب نیکی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تب تب Ego ہمارے sup-er-ego کی غلامی کرتا ہے اور Id پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرائیڈ لکھتا ہے کہ :

The ego determines the reasonable association of ideas.. This way it serves the reality principle

فرائیڈ نے شخصیت کی بناوٹ کا تیسرا حصہ یا Dy-namic aspect of mind کی تیسری اور آخری منزل super-ego کو مانا ہے جس کی تشریح کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ یہ صرف نیکیوں کی طرف راغب کرتا اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :۔

Super-ego is a compelling obedience to an ideal ...The mandates of the super-ego are not limited to those recognized as conscious morality, but include also many which are unconscious

یعنی super-ego اعلیٰ مقاصد کے حصول کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ انسان کو شعوری طور پر ہی نہیں بلکہ لاشعوری طور پر بھی مقاصد علیاء کے حصول کے لئے گامزن رکھتا ہے۔

فرائیڈ ایک یہودی تھا اس لئے اس نے کہا کہ Super-ego کے ہر حالت میں حاوی رہنے کا مظاہرہ حضرت موسیٰؑ نے پیش کیا۔

تیسرے سرچشمہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ روحانی سرچشمہ ہے اسی لئے قرآن کریم نے اس کا نام نفس مطمئنہ رکھا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۃ فجر (۲۸ تا ۳۱) میں فرماتا ہے :

یٰاَیَّتُھَا النّفس المُطمئنّةُ ٥ ارجعی الٰی ربّکِ راضیةً مّرضیّةً ٥ فادخُلی فی عبادِی ٥ وَادخُلی جَنّتی ٥

یہ وہ مرتبہ ہے جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اس کے جی بھی نہیں سکتا۔ جس طرح پانی اوپر سے نیچے کی طرف تیزی سے بہتا ہے اسی طرح نفس مطمئنہ انسان کو خدا کی طرف بہاتا چلا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کے پیش کردہ ان تینوں سرچشموں میں اور فرائیڈ کے پیش کردہ شخصیت کے تین جذبات میں بے شک سطحی طور پر مماثلت نظر آتی ہے۔ مگر فرائیڈ یہ بتانے میں کامیاب نہیں ہے کہ Id سے ego اور پھر super-ego تک تدریجی ترقی کس طرح ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس کا خیال ہے کہ Ego اور پھر Super-ego تک تدریجی ترقی شخصیت کی بناوٹ کے مطابق فطری طور پر خود بخود ہوتی ہے۔ دوسری طرف قرآن حکیم وہ عارفانہ کلام ہے جس نے اعلان کیا کہ انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے گہرے تعلقات ہیں یہاں تک کہ کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالت پر اثر کرتے ہیں۔ اگر ان طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایتوں کے موافق کام لیا جائے تو ہماری تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں اور روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔ اس لئے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے حصول کے لئے جسمانی طہارت اور جسمانی آداب کو بہت اہمیت دی ہے۔ مثال کے طور پر تجربہ شاہد ہے کہ مختلف قسم کی غذاؤں کا بھی دماغی اور دلی قوتوں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً صرف سبزی خور لوگ شجاعت کی قوت رفتہ رفتہ کھو بیٹھتے ہیں دوسری طرف بہت زیادہ گوشت خوری پر زور دینے والے لوگ بھی حلم اور انکسار سے محروم ہونے لگتے ہیں اور میانہ روش کو اختیار کرنے والے دونوں خلق کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کُلُوا واشربوا ولا تُسرِفُوا یعنی گوشت اور دوسری چیزیں بھی کھاؤ مگر حد سے نہ بڑھو تا تمہاری جسمانی اخلاقی، اور روحانی حالت بہتر رہے۔

جیسا کہ اوپر ہی ذکر آ چکا ہے کہ فرائیڈ شخصیت کے تینوں جذبات یعنی Id سے Ego اور super-ego تک کی تدریجی ترقی کو فطری مانتا ہے جس کی بنیاد انہوں نے شخصیت کی بناوٹ اور Resolutions of Dif-ferent Conflicts کو مانا ہے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا تین سرچشموں یعنی نفس امارہ لوامہ اور مطمئنہ کے اصلاح کے تین طریق ہیں۔

اول یہ کہ بے تمیز وحشیوں کو ادنیٰ خلق پر قائم کیا جائے کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے طریقے پر چلیں۔ یہ طبعی حالتوں کی اصلاحوں میں سے ادنیٰ درجہ کی اصلاح ہے۔

دوسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ ظاہری آداب انسانیت سکھانے کے بعد اعلیٰ اخلاق سکھلائے جائیں۔ اور انسانی قویٰ میں جو کچھ بھرا پڑا ہے ان سب کو محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کی تعلیم دی جائے۔

تیسرا طریق اصلاح کا یہ ہے کہ جو لوگ اخلاق کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ چکے ہوں انہیں خشک زاہد نہ بننے دیا جائے بلکہ شربت محبت مخلوق اور وصل کا مزہ چکھایا جائے۔ یہ تین اصلاحیں ہیں جو قرآن شریف نے تفصیلی طور پر بیان فرمائیں ہیں۔ بلکہ تمام قرآن کا مقصد صرف اصلاحاتِ ثلاثہ ہیں اور اس کی تمام تعلیموں کی بنیاد انہیں تین اصلاحوں پر مشتمل ہیں اور باقی تمام احکام ان اصلاحوں کے لئے بطور وسائل کے ہیں۔ جس طرح مریض کو صحتیاب کرنے کے لئے ڈاکٹر کبھی عمل جراحی کرتے اور کبھی مرہم لگاتے ہیں ایسا ہی قرآنی تعلیم نے بھی انسانی ہمدردی میں ان طریقوں کو اپنایا ہے تاکہ وہ طبعی حالتوں سے جو وحشیانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اخلاقی حالتوں تک پہنچے اور پھر اخلاقی حالتوں سے روحانیت کے مقام تک پہنچے جس کے اعلیٰ ترین مظہر ہمارے آقا حضرت رسول عربی ﷺ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے :

قُل اِنّ صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ ربّ العلمین (الانعام ۱۶۴)

یعنی تو کہہ کہ میری عبادت، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب تمام جہانوں کے رب کے لئے ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے کبھی ان الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ پس فرائیڈ کے super-ego کا اعلیٰ

(باقی صفحہ 17 کالم نمبر 2 پر دیکھیں)

# حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کا مقام اور اس کے مطالعہ کی اہمیت وبرکات

(رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ بھدرواہ کشمیر)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ۔ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ہی کے ذریعہ اسلامی علوم کا از سر نو احیاء مقدر کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا۔

"یحی الدین و یقیم الشریعة"

کہ مسیح موعودؑ دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ وہ دین اسلام کو زندہ کرے اور شریعت کا قیام عمل میں لائے۔

قارئین کرام جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل قرآن کریم بے شک موجود تھا، احادیث بیشک موجود تھیں مگر ان کے حقیقی معارف سے لوگ بے بہرہ ہو چکے تھے اور حضرت رسول مقبول صلعم نے لوگوں کی حالت کا نقشہ نہایت ہی دردناک الفاظ میں یوں کھینچا تھا کہ :

"لو كان الايمان معلقاً بالثريا لناله' رجل او رجال من اهل فارس" (بخاری)

کہ اس وقت ایمان ثریا پر چلا جائیگا زمین کے رہنے والے اس عظیم نعمت سے محروم ہو جائیں اور اس سے بہت دور چلے جائیں گے۔

چنانچہ آنحضرت صلعم کی مذکورہ بالا پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت یہی حالت تھی چنانچہ خدا کے حکم سے آپ دنیا کی اصلاح اور یحی الدین ویقیم الشریعۃ کیلئے کمربستہ ہوگئے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی غیروں کا تو کیا کہنا اپنے بھی اسلامی مسائل کو ایسے رنگ میں بیان کرتے جو نہایت مضحکہ خیز ہوتا گویا اسلام انتہائی بے بسی اور بے کسی کی حالت میں تھا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا ان کی حالت بقول کسی شاعر کے گویا یوں تھی کہ

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر

سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ کا خصوصاً اہل اسلام پر یہ ایک عظیم الشان احسان ہے کہ آپ اس آخری زمانہ میں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰؐ اور قرآن مجید کی کامل اتباع اور پیروی کی برکت سے ماموریت کے مقام پر فائز ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و حکمت و حقائق و معارف کے وہ بیش بہا خزائن عطا فرمائے اور ان خزائن کو ۸۰ سے زائد کتابوں میں سب کیلئے عام کرتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

نیز فرمایا کہ :"وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کے مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کیلئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲)

**حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کا مقام :** اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی عظمت اور مقام کے سلسلہ میں آپ کے متعدد قیمتی ارشادات میں سے صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے : حضورؑ فرماتے ہیں :

۱۔"اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں" (اشتہار تبلیغ رسالت جلد ۲)

۲۔"میرا علم رحمان کی طرف سے ہے جو نعمتوں والا ہے میں نے فضیلت کو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ نہ عقل کے ذریعہ جمع کیا ہے" (انجام آتھم)

۳۔ مجھ کو خدا تعالیٰ نے بہت سے حقائق اور معارف بخشے اور اس قدر میرے کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اسکو یہ نعمت نہیں دی جاتی" (انجام آتھم طبع دوم صفحہ ۴۹)

**حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت :** یہ امر ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام اور مامورین دنیا کی اصلاح کیلئے آیا کرتے ہیں ان کے افعال اور اقوال اور خود ان کا وجود دنیا میں اسقدر بابرکت اور نفع بخش ہوتا ہے کہ دنیا میں کسی اور سے ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہ اذن الٰہی سے اہل دنیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں پس خصوصاً ہم احمدی وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کیلئے حضرت مسیح موعود کا زندگی بخش خزانہ موجود ہے۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ اس خزانہ سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے کیونکہ قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے آپ کی کتب اور آپ کا علم کلام بیحد مفید ہے کیونکہ یہ کتب قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہیں۔ چنانچہ آپ کی کتب کے پڑھنے کی اہمیت کے بارے میں ظاہری و باطنی علوم سے پر کی جانے والی شخصیت سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں :

"حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھی جائیں آپ کو خدا نے قرآن کریم کا خاص معرفت اور علم دیا تھا آپ فرماتے ہیں ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حربہ چلایا ہے مجھے قرآن کریم کا حربہ ملا ہے پس چونکہ آپ کی کتب قرآن کریم کی بے نظیر تفسیر ہیں اس لئے ان کا پڑھنا نہایت ضروری ہے"۔(حقیقۃ الرؤیاء صفحہ ۵۰)

قارئین کرام حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس کلام کی عظمت و اہمیت کا ایک اور واضح کرنے والا اقتباس ملاحظہ فرمایئے آپؓ (حضرت مصلح موعودؓ) فرماتے ہیں

"حضرت مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا بروز بن کر آئے تھے اسلئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اگر کبھی سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں تو میں کہوں گا کہ آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارہ کروں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء)

آپؓ کا ایک اور اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کے پڑھنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے فرماتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے کماحقہ 'واقفیت پیدا نہ ہو"

(الفضل ۱۰ جون ۱۹۱۷ء)

**حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو تنبیہ :** حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

۱۔"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ" (نزول المسیح صفحہ ۲۵)

۲۔ نیز فرمایا : "جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے"۔(سیرت المہدی صفحہ ۸ حصہ سوم)

**حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کی برکات :** حضرت مصلح الموعودؓ حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ کی برکات کی نسبت فرماتے ہیں :

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے یہ ایک خاص نکتہ ہے کیوں کہ حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔۔۔ حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے علوم کھلتے ہیں"۔(ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۰۸)

پس حقیقت یہ ہیکہ موجودہ زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کیلئے قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے جو کتاب مکنون کا رنگ رکھتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود کی پیش کردہ تفسیر قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اسلام کے احکامات کو سمجھنے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنا ہی پڑے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمتہ اللہ علیہ نے مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ :

"انصار اللہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ
۱۔ احمدی کا ہر فرد کم از کم اردو پڑھ لکھ سکتا ہو۔
۲۔ ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعودؑ موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو" (اخبار بدر ۱۷ر نومبر ۱۹۷۷ء)

اسی طرح آپؒ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۷ء میں فرمایا کہ :

"اپنے مقام کی عظمت کو اور ذمہ داریوں کو سمجھنے کیلئے کتب حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھنا ازحد ضروری ہے"۔ (اخبار بدر ۲۴ر نومبر ۱۹۷۷ء)

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ہی ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۷ء کے موقعہ کیلئے ایک پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اس امر کی ضرورت ہے کہ علمی رنگ میں ہم میں سے ہر ایک اس بات سے آگاہ ہو کہ دنیا کے سیاسی سماجی اور معاشرتی مسائل کیا ہیں اور اسلام ان کا کیا حل پیش کرتا ہے اگر ہم خود ہی ان سے ناآشنا ہوں تو دنیا کو کیا سمجھائیں گے اسلئے ہمیں قرآن کریم کے گہرے مطالعہ اور حضرت مسیح موعود کی کتب کو توجہ اور بار بار پڑھنے کی ضرورت ہے وہیں سے ہم روشنی حاصل کر سکتے ہیں وہ زمانہ قریب آرہا ہے کہ جب يدخلون فى دين الله افواجا کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجائے گا. ان آنے والوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہمیں کرنا ہوگا لیکن اس سے قبل کہ وہ وقت آئے ہمیں اپنی تعلیم و تربیت کی فکر کرنی چاہئے اور پوری توجہ اور پورے ذوق و انہماک سے قرآنی علوم سیکھنے چاہئیں"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی اہمیت اور مقام کو سمجھتے ہوئے اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم غیروں تک اس کا فیض پہنچانے کے اہل بن سکیں۔ آمین۔

☆☆☆

## دعائے مغفرت

میرے بیٹے مکرم منور احمد صاحب طاہر ۹۶-۱۲-۱۱ کو بوقت صبح چار بجے اس دنیا سے رخصت ہوکر اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انالله و انا اليه راجعون موصوف عرصہ چھ ماہ سے بیمار چلے آرہے تھے پسماندگان میں بیوہ بہو کے علاوہ ایک پوتا اور دو پوتیاں ہیں مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے سبھی کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے نیز پوتے اور پوتیوں کے دینی و دنیاوی ترقیات اور روشن مستقبل کیلئے دعا کی درخواست ہے دوستوں و رشتہ داروں کے اظہار تعزیت کے خطوط ملتے رہے ہیں خاکسار ان کا بیحد شکرگزار ہے۔ فجزاهم الله خيراً۔

(حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان)

☆ مکرم تراب خان صاحب سابق صدر جماعت نرگاؤں اڑیسہ ۹۷-۱-۲۴ کو وفات پاگئے ہیں ان کی مغفرت درجات کی بلندی افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

اعانت بدر /۵۰ روپے۔ (ادارہ بدر)

ارشادِ نبوی ﷺ

اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ

ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔

منجانب۔ لرکسن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا :۔

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

فون نمبرز۔ 2430794,241652,248522

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اخلاقی و معاشرتی تعلیم

(نثار احمد کامل۔ کالابن لوہار کہ راجوری صوبہ جموں)

اخلاق کے معنی ہیں اچھی عادات۔ رسول اکرم ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلق عظیم یعنی آپؐ عظیم اور اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں۔ معاشرہ کے معنی ہیں باہم مل جل کر زندگی گذارنا۔ جب افراد کی اچھی عادات و اخلاق کا اظہار ہوتا ہے تو معاشرہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور اس طرح ایک اصلاحی معاشرہ کی تخلیق ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس سلسلہ میں جو تعلیم دی ہے یا علمی آداب سکھائے ہیں اس کا ایک ایک لفظ اور واقعہ قرآن کریم اور احادیث نبویؐ سے ثابت کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپؑ رسول اکرم ﷺ کے بروز کامل ہیں اور آپؑ کا کلام امام الکلام ہے اُس کی نظیر رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی اور جگہ تلاش کرنا ایں خیال است و محال است و جنوں کی مصداق ہے اس سے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی عظمت ظاہر و باہر ہے۔

۱۔ تعلق باللہ : اخلاق و معاشرہ کی اصلاح کے لئے تعلق باللہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ ہمارا ایک خالق و مالک ہے عالم الغیب خدا ہے اس وقت تک حقیقی اصلاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی اس سلسلہ میں تعلیمات روایت پر نہیں بلکہ رویت پر مبنی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :

"کیا ہی نیک وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے ہم اس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں کس ڈھنگ سے بازاروں میں منادی کروں کہ ہمارا یہ خدا ہے تالوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"

(بحوالہ کشتی نوح)

۲۔ راست گفتاری : غیر احمدی علماء اس زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ جیسے پاکباز نبی کے متعلق بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ نے تین جھوٹ بولے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی سختی سے اس کو رد فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے الہام میں بتایا کہ :

"کاذب خدا کا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا"(بحوالہ تذکرہ طبع اوّل صفحہ ۶۱۸)

ظاہر ہے کہ جس گھر یا معاشرہ میں جھوٹ بولنا جائز ہو وہاں باہمی اعتماد ختم ہو کر دائمی فتنہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

۳۔ امانت و دیانت : حضرت مسیح موعودؑ نے اس سلسلہ میں بھی نہایت اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ میں اس وقت ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضورؑ مع اصحابؓ سیر کو تشریف لے گئے واپسی پر راستہ کے ایک طرف کیکر کا درخت کسی کا گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی خورد شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنا لیں۔ حضور کے ساتھ اس وقت آپ کے بیٹے حضرت مصلح موعودؓ بھی تھے۔ جن کی عمر اس وقت ۱۰ یا ۱۲ سال تھی۔ ایک مسواک کسی بھائی نے اُن کو دے دی۔ اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ ابا! مسواک لے لیں تو حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی ہیں اس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دی۔

(بحوالہ سیرت المھدی)

اس واقعہ سے ہر احمدی کو یہ اخلاقی اور معاشرتی عظیم سبق ملتا ہے کہ حقیر سے حقیر چیز بھی کسی کی بغیر اجازت اٹھانی جائز نہیں۔

۴۔ مہمان نوازی : حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کا آغاز در حقیقت مہمان نوازی سے ہی شروع ہوا تھا۔ حسن اخلاق و معاشرہ میں مہمان نوازی کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعدد واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ مہمانوں کے لئے سامان ختم ہو جانے پر حضور نے حضرت ام المومنینؓ کا زیور فروخت کروا کر مہمان نوازی کا انتظام فرمایا۔

(بحوالہ سیرت المھدی)

۵۔ تلخ کلامی سے پرہیز : گھر کا ماحول خوشگوار بنانے کیلئے ضروری ہوتا ہے انداز گفتگو میں تلخی نہ ہو اور طعن و تشنیع سے ہرگز کام نہ لیا جائے اس سلسلہ میں حضور کے مقرب صحابی حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کا ایک بیان درج ذیل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے خدام کے ساتھ بالکل بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے میں آپ کی خدمت میں اپنے سارے حالات کھول کر عرض کر دیتا تھا اور آپؑ ہمدردی اور توجہ سے سنتے تھے اور بعض اوقات آپؑ اپنے گھر کے حالات خود بھی بے تکلفی سے بیان فرما دیتے تھے اور ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملتے تھے۔ جس سے دل کی ساری تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں۔(بحوالہ سیرت المھدی حصہ دوم)

حضور فرماتے ہیں :"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو"۔

(بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

۶۔ روح تعاون : کامیاب معاشرہ روحِ تعاون اور اتفاق و اتحاد کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اس سلسلہ میں حضورؑ فرماتے ہیں :"انسان کی بناوٹ اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک تو رہنما ہے جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ مشکلات کو دیکھے"۔(تقریر حضرت مسیح موعودؑ)

پھر حضور نے فرمایا :"پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی مدد کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں۔ گو باپ جدا جدا ہیں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں"۔(بحوالہ ملفوظات جلد ۳)

۷۔ عدل و انصاف : ایسا عدل و انصاف جس کا دائرہ تمام بنی نوع انسان حتیٰ کہ دشمنوں پر بھی وسیع ہو معاشرہ میں حقیقی امن و سکون کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ قوّامین لله شهداء بالقسط کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دینا یہ بہت مشکل ہے اور فقط جواں مردوں کا کام ہے اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں"

۸۔ عفو و درگذر : اصلاح معاشرہ کے لئے افراد سے حسب موقعہ عفو و درگذر کا مظاہرہ ضروری ہے اکھڑ اور تشدد اور مغلوب الغضب ہونے سے معاشرہ میں بڑی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس سلسلہ میں بڑی اعلیٰ تعلیم دی ہے آپؑ فرماتے ہیں :"تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں"

(بحوالہ کشتی نوح)

ایک مرتبہ حضرت میر مہدی حسن صاحب سے کچھ پرچ پیالیاں ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ گئیں میر صاحب ڈرتے ڈرتے حضورؑ کی خدمت میں پہنچے دریافت فرمانے پر عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کی آواز کیسی اچھی تھی۔(بحوالہ الفضل جلد ۳)

۹۔ صبر و رضا : مشکلات کو برداشت کرنا اور مصائب میں راضی برضاء رہنا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا خلق ہے جس کے بغیر انسان کے اخلاق کی تکمیل نہیں ہوتی اس سلسلہ میں حضور کا عملی نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ حضورؑ کے چھوٹے صاحبزادے مرزا مبارک احمد صاحب کا انتقال ہوا تو خیال تھا کہ حضور کو بہت صدمہ ہوگا لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوئے تو فوراً حضور بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے اور ہمیں اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے اور مجھے بعض دفعہ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کا کلام پورا ہوا"

(بحوالہ سیرت المھدی حصہ اوّل)

۱۰۔ تواضع و انکسار : اخلاق اور حسن معاشرت کے لئے طبائع میں تواضع اور انکسار کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ اس کے نتیجہ میں معاشرہ اکثر فسادات سے محفوظ ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں۔ "میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکساری اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے ایسا کوئی شعبہ خلق اس کو پسند نہیں۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ جیسے ہم در حقیقت خاکسار ہیں خاکسار ہی بنے رہیں۔ جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبّر و نخوت کو پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں۔ ایسی عزت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم موردِ عقاب ہو جائیں"(بحوالہ ملفوظات جلد ۲)

۱۱۔ ہمدردی : جب تک کسی معاشرہ میں باہمی سچی ہمدردی اور اخوت کا جذبہ غیر معمولی اور نمایاں رنگ میں موجزن نہ ہو وہ صالح معاشرہ نہیں کہلا سکتا۔ اس سلسلہ میں حضورؑ فرماتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دئے"(بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

۱۲۔ لغویات سے پرہیز : حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"وَالَّذینَ هم عَنِ اللّغو معرضون یعنی مومن وہ ہیں جو لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو حرکتوں اور لغو تعلقات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں"

(بحوالہ ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۱)

۱۳۔ عہدہ اور ذات پات کا غرور : اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تعلیم ہے کہ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں حقیقی عزت کا باعث فقط تقویٰ ہے"

(بحوالہ ملفوظات جلد اوّل)

پھر حضور فرماتے ہیں :"مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسول کریم ﷺ کے پاک جوئے کے نیچے صدقِ دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے .... اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں..... اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے..... میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں۔ جو اس گروہ کے دلوں پر میں کارگر ہوں خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں"

(شہادت القرآن)

۱۴۔ سادگی : جناب میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ :

"حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں"(بحوالہ سیرت المھدی حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ ہم سب احباب جماعت کو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ☆

## درخواست دعا

☆- خاکسار کی خالہ محترمہ وسیمہ بی بی صاحبہ تالبر کوٹ، اڑیسہ دمہ کی مریضہ ہیں۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مقصود علی احمد خان)

☆- خاکسار کی چچی حدیثا بی بی مرگی کے مرض میں عرصہ پانچ سال سے مبتلا ہیں احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(شریعت احمد معلم مدرسہ احمدیہ)

## بقیہ ۔ ہومیوپیتھک

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور جراثیم کی وجہ سے ہوا ضرورت سے زیادہ بنتی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ وہ قدرتی تیزابی محلول (ہائیڈرو کلورک ایسڈ) جو معدہ کے گلینڈز سے نکلتا ہے زیادہ ہو جائے اور اس وجہ سے معدہ میں تیزابیت پیدا ہو بلکہ بعض اوقات اس کی کمی کی وجہ سے بھی تیزابیت ہو جاتی ہے معدہ کا وہ حصہ جس کا رخ انتڑیوں کی طرف ہوتا ہے Pyloric End کہلاتا ہے۔ وہ اس تیزاب کے اثر سے سکڑ جاتا ہے اور کھانا معدہ میں ہی گلتا سڑتا رہتا ہے اور تعفن پیدا کرتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کھٹے ڈکار آتے ہیں اور ہوا کا دباؤ اوپر کی طرف ہو جاتا ہے۔ معدہ میں کھانے کا ٹھہر جانا کاربوویج سے بھی تعلق رکھتا ہے کیونکہ کاربویج کی ایک علامت یہ ہے کہ انتڑیوں کی حرکت میں کمی ہو جاتی ہے اگر یہ حرکت جاری رہے تو معدہ سے تیزاب کھینچ لیتی ہیں۔ اس ٹھہراؤ کا کھانے کی ساری نالی سے تعلق ہوتا ہے۔ کیڑوں سے جو ہوا پیدا ہوتی ہے وہ معدہ کے بجائے انتڑیوں سے تعلق رکھتی ہے اس کا وقتی طور پر دباؤ اوپر کی طرف ہو سکتا ہے لیکن عموماً ہوا سارے پیٹ میں ہوتی ہے۔ بعض ایسی ہوائیں ہیں جو سارے جسم کے خلیوں کے سوکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، ان میں انتڑیاں اور معدہ بھی شامل ہے۔ ان کے اندر چھوٹے چھوٹے گلینڈز ہیں جو توازن درست رکھتے ہیں۔ خون سے پانی لے کر لعاب نکالتے ہیں اور اندر سے پانی لے کر خون کی طرف بھیجتے ہیں اس طرح خوراک خون میں منتقل ہوتی ہے۔ اگر یہ گلینڈز سکڑ جائیں یا کمزور ہو جائیں تو سارا نظام ہضم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس خشکی کے نتیجہ میں کھانا ہضم ہونے کے بجائے ہوا پیدا کرتا ہے خواہ جراثیم نہ بھی ہوں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ایسی ہوا میں بدبو نہیں ہوگی اور اس پہلو سے چائنا چوٹی کی دوا ہے۔ چائنا کو ملیریا بخار کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ ملیریا کے بعد خاص طور پر جسم میں جو خشکی پیدا ہو جاتی ہے اس کے لئے چائنا استعمال کی جاتی ہے۔ چائنا ایک درخت ہے جس سے کونین بنتی ہے۔ اس درخت کی چھال سے جو دوائی بنتی ہے اسے چائنا کہتے ہیں۔ گلینڈز اور مزاج کی خشکی یہ چائنا کا خاص حصہ ہے اور اس کی وجہ سے اگر ہوائیں پیدا ہونگی وہ بغیر بو کے ہونگی لیکن چائنا کو صرف اسی علامت کے لئے مخصوص کر دینا درست نہیں ہے کیونکہ معدے اور انتڑیوں میں ایسے جراثیم بھی پنپنے لگتے ہیں اس لئے اگر جسم کا باقی حصہ خشک ہو جائے، چہرہ زرد اور سکڑا ہوا ہو تو ضروری نہیں کہ ہوا میں بو کی علامت نہ ہو تو پھر ہی چائنا دی جائے اگر دیگر علامتیں چائنا کی ہوں تو بو ہو یا نہ ہو چائنا دینی چاہئے۔ کاربوویج مفید ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ کاربوویج گلینڈز میں خشکی پیدا نہیں کرتی بلکہ ایک عمومی کمزوری ہے جو سارے اعصابی نظام میں پائی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی علامات کو سمجھ کر صحیح دوا کا انتخاب سب سے مشکل کام ہے۔

میرے تجربہ میں عام پیٹ کے کیڑوں کے لئے سب سے مؤثر دوا سٹینم ہے۔ دوسری دوا جس کا استعمال اس مقصد کے لئے بہت کم ہوتا ہے وہ سباڈیلا ہے۔ سباڈیلا کو چھینکوں کے ساتھ اتنا وابستہ کردیا گیا ہے کہ نموماً چھینکوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے حالانکہ سباڈیلا بھی کیڑوں کو ختم کرنے میں چوٹی کا اثر رکھتی ہے اور بہت سی ایسی چھینکیں ہیں جن کا انہی کیڑوں سے تعلق ہے۔ جب کیڑے اندرونی جھلیوں کو متاثر کرتے ہیں تو وہاں زود حسی پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں چھینکیں آتی ہیں۔ یہاں سباڈیلا سے ہی افاقہ ہوگا۔ تیسری دوا کاربوانیمیلس ہے جو پیٹ کے کیڑوں (Hookworm) کے لئے چوٹی کی دوا ہے اور بھی کئی دوائیں ہیں جو پیٹ کے کیڑوں میں مؤثر ثابت ہوتی ہیں لیکن میرا تجربہ ہے کہ ان کیڑوں کے علاج کے لئے نسخہ جات وقتی طور پر بنالینے چاہئیں کیونکہ اکیلی اکیلی دوا سے ان کا علاج کرنا زیادہ صبر طلب معاملہ ہے۔ مندرجہ بالا تینوں دوائیں کافی حد تک مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

کاربوویج میں شام کے وقت گلا بیٹھنے کی علامت پائی جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سوتے ہیں۔ دماغی اور جسمانی طور پر سستی طاری ہو جاتی ہے اور سارا نظام حیات ہی سست رفتار ہو جاتا ہے جسم کے اندر جلن کا احساس ہوتا ہے جبکہ بیرونی طور پر سردی محسوس ہوتی ہے۔ مریض عموماً غم، خوشی اور تعجب کی خبروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے گویا دماغ ان باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، محسوس ہوتا ہے کہ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

اس میں سر درد عموماً گدی میں بیٹھ جاتا ہے اور اکثر سر کی درد کا نزلہ سے **تعلق** ہوتا ہے۔ سارے سر میں درد محسوس ہوتا ہے جیسے ہتھوڑے چل رہے ہوں، سر کے **بال** بھی گرنے لگتے ہیں، ماتھے پر ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ رات کو مریض خوفزدہ ہو جاتا ہے اور **جنوں** اور بھوتوں کا خیال آنے لگتا ہے۔ کانوں سے سخت بدبودار مادے خارج ہوتے ہیں جو **عموماً** کسی گہرے انفکشن اور بخار کے نتیجہ میں نکلتے ہیں۔ کاربوویج میں دائمی نزلہ کی علامت **بھی** ہوتی ہے اور نزلہ جسم کے کسی بھی عضو پر حملہ آور ہوسکتا ہے اور عموماً ایسا **مریض** مزمن بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر ایسے نزلہ کو کسی اور طریقہ علاج سے دبا دیا جائے تو **خطرناک** نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

کاربوویج اگر بیماری کی علامتیں واضح نہ ہوں تو انہیں نمایاں کر دیتی ہے۔ مونہہ میں زخم ہو جائیں اور سفید سفید نشان بن جائیں، مسوڑھے خراب ہو جائیں اور دانت **ہلنے لگیں** تو کاربوویج بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔

معدے کے زخموں کے لئے بھی مفید دوا ہے۔ اس میں اسہال سخت متعفن اور بدبودار ہوتے ہیں اور جگر بھی متورم ہو جاتا ہے۔ تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ہاتھ اور پاؤں مرجھانے لگتے ہیں۔ پاؤں میں کئی قسم کی تکلیفیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ویریکوز وینز میں بھی مفید دوا ہے۔

کالی کھانسی کے آغاز میں اور کھڑ کھڑاتی ہوئی کھانسی کے لئے بھی اچھی دوا ہے۔ کھانسی کی علامتیں لیکسز سے ملتی ہیں۔ دمہ کا حملہ اچانک رات کے وقت ہوتا ہے۔

عورتوں میں اگر رحم اپنی جگہ سے گر جائے اور رحم سے سخت بدبودار سیاہ رنگ کا مواد نکلنے لگے تو کاربوویج دینی چاہئے۔ اگر دودھ پلانے والی عورت کا دودھ کم ہو جائے اور بہت کمزوری ہو اور بار بار بخار ہوتا ہو تو کاربوویج بہت مفید ہے۔ اس کے مریض عموماً آگ لگنے، چوری ہونے اور حادثات کی خوابیں دیکھتے ہیں۔

---

## بقیہ ۔ ویدوں میں

iv ۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں زیر لفظ قرآن آنحضرت ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ The most successful of all Prophete Religious personalities محمد ﷺ دنیا کے تمام انبیاء (علیہم السلام) اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین انسان ہے"۔

پس جو ایسے اکمل ترین نبی کا کامل بروز ہے وہ بھی اس کے روحانی فیض سے دنیا کی مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین وجود ہے۔

**دائمی عالمگیر کامل شریعت** : پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ رگوید، سام وید اور اتھروید میں حضرت احمدؑ کے اپنے روحانی پتا سے ایک دائمی عالمگیر اور اکمل شریعت ہر لحاظ سے ہر پہلو سے مکمل رنگ میں حاصل کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے دنیا بھر کے پردے پر صرف قرآن مجید ہی ایک کامل ضابطہ حیات ہے جو محرف و مبدل ہونے سے محفوظ چلا آرہا ہے (ملاحظہ ہو المائدہ ۴ زخرف ۶۲ النور ۳۶) دیگر مذہبی کتب و شرائع بوجہ مرور زمانہ مبدل و محرف اور مسخ ہو چکی ہیں۔ سابقہ شرائع کی قیامت تک قائم رہنے والی صداقتیں قرآن مجید میں جمع ہیں فیھا کتب قیمہ (البینہ ۴) وہ تمام متفرق صداقتیں ۔۔۔۔۔ جو گزشتہ زمانوں میں نبیوں کے ذریعہ ظاہر ہوئی تھیں وہ قرآن پاک میں موجود ہیں۔

قرآن مجید کے فیوض اور برکات کے سلسلہ میں امام مہدی احمد علیہ السلام فرماتے ہیں :

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔۔۔ تمہاری کوئی بھی دینی ضرورت ایسی نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔۔۔ بجز قرآن آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ قرآن تمہیں نبیوں کی طرح کرسکتا ہے۔ یہ امید دلائی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم ۔۔۔ الخ یعنی ہمیں اپنی نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی گئی تھیں۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۴۔۲۵)

**دعوت حق** : کلکی اوتار حضرت احمد علیہ السلام نے قوم کو دعوت حق دیتے ہوئے فرمایا کہ :

i۔ "میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے نہیں بلکہ مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔۔۔ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا" لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳ تحفہ گولڑویہ ۲۱۶)

ii۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں بد قسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح ۵۶ طبع اول)

خداوند رحیم و کریم نے اقوام عالم پر شفقت کرتے ہوئے ان میں بہ یمن متابعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنا نور نازل فرمایا تاکہ وہ اپنی زندگی کے حقیقی مقصد وصل الٰہی و رضائے الٰہی کو اس درمیانی وسیلہ اور نور کی روشنی میں حاصل کرسکیں۔ خصوصاً اہلہند کو اقوام عالم کا راہبر اور سرتاج بنانے کیلئے کلکی اوتار حضرت امام مہدی احمد علیہ السلام کو بھارت میں پیدا فرمایا۔

سو اے اہل وطن ! راقم الحروف شری پرم ہنس پنڈت راج نارائن شاستری کے الفاظ میں عرض کرتا ہے کہ۔

"ارے ہندوستان والو ! تمہاری آنکھ کھلی یا نہیں کھلی نیند بھری یا نہیں بھری سوچ کر اٹھو۔ دنیا ناش کے پردے میں جانے کو تیار ہے جو کچھ کرنا ہے آج ہی کرلو"

(چیتاونی صفحہ ۹۴۔ ۱۹۴۲ء گڑگانواں پنجاب) ☆☆

## بقیہ ۔ فرائیڈ کے نظریات

ترین مظاہرہ حضرت محمد ﷺ نے کیا جن کی تلاش میں فرائیڈ کے اباؤاجداد عرب کے صحرا میں جا بسے مگر افسوس ان کی کج فہمی نے انہیں محروم رکھا۔ اے بنی اسرائیل آؤ ابھی بھی وقت ہے اس لئے کہ :

وَآخرین منهم لما یلحقوا بهم (جمعہ ۳) کا وعدہ ابھی پورا ہوا ہے ☆

## بقیہ ۔ دشمنان اسلام

موعودؑ نے ۱۸۹۶ء میں اپنے مباہلہ کے چیلنج کو دوہرا لیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی حد سے بڑھنے والوں کو دوبارہ دس جنوری ۱۹۹۷ء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے وہ خدا نشانات دکھاتا تب تک بس نہیں کرے گا جب تک اسلام کو دنیا پر غالب نہ کرلے۔ آپؑ فرماتے ہیں :

"خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اُسی کی ذات کی قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کردے۔ پس اے تمام لوگو جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو ...... دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہوگئے اے بندگان خدا کچھ تو سوچو !(روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۴)

---

## ولادتیں

☆ مکرم شمیم احمد صاحب ساکن سکندر آباد کو اللہ تعالیٰ نے ۶/ اگست ۹۶ء کو لڑکی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم سیٹھ مہر دین صاحب آف سکندر آباد کی پوتی اور مکرم چودھری محمود احمد صاحب عارف درویش قادیان کی نواسی ہے۔ عزیزہ کا نام حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ادیبہ شمیم تجویز فرمایا ہے۔ عزیزہ وقف نو میں شامل ہے۔ اس کی صحت وعافیت نیک صالحہ اور خادمہ دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ بدر)

☆ مورخہ ۹۷۔۱۔۱۷ بروز جمعۃ المبارک خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ لکھنؤ کو بچی سے نوازا ہے۔ حضرت اقدس امیر المومنین نے نومولودہ کا نام نادیہ قیام تجویز فرمایا ہے۔ بچی وقفِ نو تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ کی صحت وسلامتی نیک صالحہ مستقبل روشن ہونے کیلئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/۲۵ روپے۔

(ڈاکٹر محمد اشفاق سکریٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لکھنؤ)

☆ میرے بڑے بیٹے عزیزم نصیر الدین احمد ذکی کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع نے ازراہ شفقت نومولود کا نام ظہیر الدین کامران تجویز فرمایا ہے۔ نومولود قدرے کمزور ہے احباب جماعت اور بزرگان سے زچہ وبچہ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر، نومولود کے نیک، صالح اور خادم دین ہونے کیلئے مؤدبانہ دعا کی درخواست ہے۔ نومولود عاجز کا پہلا پوتا اور مکرم یوسف حسین صاحب کا نواسہ ہے۔ اعانت بدر -/50 روپے۔

(بشیر الدین احمد حیدر آبادی)

---

## درخواستِ دُعا

☆ مکرم یعقوب خان صاحب آف کیرنگ اڑیسہ کی دینی ودنیاوی ترقیات پریشانی کے ازالہ اور اہل وعیال کی صحت وسلامتی کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(ادارہ بدر)

☆ خاکسار کے والد محترم مولوی سید فضل عمر صاحب سابق مبلغ سلسلہ ہائی بلڈ پریشر اور بندش پیشاب کے مریض ہیں علاج جاری ہے دعا کی درخواست ہے مولا کریم معجزانہ رنگ میں شفایابی عطا فرمائے آمین۔

(سید فضل نعیم احمدی)

☆ سات مہینے ہوئے ایکسیڈنٹ کے بعد سیدھے پیر کے پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور سیدھے ہاتھ کی ہڈی بھی متاثر ہے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں۔ فریش ہوں۔ زیر علاج ہوں دعا کی درخواست ہے۔ (محمد صادق جڑچلہ)

**تصحیح**۔ بدر شمارہ ۲۰/ فروری ۱۹۹۷ء میں صفحہ ۲ لائن نمبر ۲ پر ۱۸۳۵ء کی بجائے ۱۸۸۵ء اور لائن نمبر ۲۶ میں پادری عماد الین کی بجائے پادری عماد الدین پڑھا جائے۔

# بیسویں مدراس بک فیئر میں احمدیہ بک اسٹال

مدراس Book Sellers and Publishers Association of South India کی طرف سے ہر سال Book Fair کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ملک و غیر ملک کے جانے مانے تعلیمی ادارے، Publishing Houses مذہبی ادارے اس Association کے ممبر ہیں جن میں جماعت احمدیہ مدراس بھی شامل ہے۔ اللہ کے فضل سے جماعت کو ساتویں مرتبہ اس بک فیئر میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ امسال ۱۱ر سے ۱۹ر جنوری تک اس بک فیئر کا اہتمام قائدملت آرٹس کالج میں کیا گیا تھا جو کہ ماؤنٹ روڈ پر ہے۔ اس بک فیئر میں کل ۱۳۴ اسٹال تھے۔ ہمارے سٹال کا نمبر ۶۹ تھا۔ ہر ممکنہ کوشش سے سٹال کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ جابجا بینرز آویزاں تھے اور سٹال کو چار چاند لگا رہے تھے۔ سامنے رکھی ہوئی حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر۔ علاوہ ازیں مختلف مواقع پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی غیر ملکی سربراہوں کے ساتھ ملاقات کی تصویریں بھی آویزاں تھیں۔ اس بار سٹال میں جن زبانوں میں کتابیں فروخت کی غرض سے رکھی گئیں تھیں ان میں اردو، ہندی، تامل، ملیالم اور انگلش زبانوں کی کتب شامل تھیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم بھی نمائش کی غرض سے رکھے گئے تھے۔ یہ بک فیئر ہر سال جماعت احمدیہ مدراس کے لئے تبلیغ کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ ایک کثیر تعداد میں پڑھا لکھا طبقہ ہمارے سٹال پر آیا۔ اور بڑی تعداد میں مختلف کتب فروخت ہوئیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی معرکۃ الآراء تصنیف ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ صفِ اوّل پر رہی۔ یہ کتاب اُردو، تامل اور انگلش میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب تھی۔ اس مرتبہ ماشاء اللہ سولہ ہزار روپے (-/۱۶۰۰۰ روپے) کی کُتب فروخت ہوئیں۔ اس کے علاوہ مختلف زبانوں میں مفت جماعتی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ بک فیئر کے دوران تبلیغ کے مقصد کو سامنے رکھا گیا۔ اللہ کے فضل سے خدام نے مختلف اوقات میں پہلے سے مرتبہ پروگرام کے مطابق ڈیوٹیاں سرانجام دیں اور تبلیغ کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ وباللہ التوفیق۔

اس بک فیئر کے افتتاح میں جو مشہور ہستیاں موجود تھیں ان میں شامل ہیں :

(i) Hon. N.V.N. Somu
(State Defence Minister, Govt. of India)

(ii) Durai Murghan
(T.N. Govt. Minister for Public Works)

(iii) Aladi Aruna
(Law Minister for T.N. Govt.)

ان سب وزراء کو جماعت کے بارے میں تعارف دیا گیا۔ اور لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور قرآن کا تامل ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور آگے بھی مقبول خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہاں پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بک فیئر کے ۱۳۴ اسٹالوں میں صرف جماعت احمدیہ ہی کا اکیلا مسلم سٹال تھا جس کو Ahmadiyya International کا نام دیا گیا تھا۔ (خورشید احمد خادم معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس)

# جماعت احمدیہ سرینگر کی طرف سے عظیم الشان یوم تبلیغ

ہفتہ تبلیغ کے اختتام پر جماعت احمدیہ سرینگر نے فیصلہ کیا کہ ۲۹ر نومبر کو زیر تبلیغ افراد کو مدعو کیا جائے اور ان تک تفصیلاً جماعت کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس غرض سے محترم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب سکریٹری تبلیغ سرینگر کی قیادت میں مکرم تنویر احمد صاحب خان قائد مقامی مکرم عبدالعلیم صاحب ٹاک نائب قائد سرینگر اور خاکسار پر مشتمل ایک مختصر کمیٹی ترتیب پائی۔

محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے میڈیا کے ذمہ داران سے رابطہ کیا اور محترم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب نے مختلف اداروں میں جاکر ذاتی طور دوردرشن سرینگر، ریڈیو کشمیر سرینگر پریس اور انفارمیشن بیورو سے رابطہ کر کے ان کو دعوت نامے دیئے۔ ۲۹ نومبر کو محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے خطبہ جمعہ میں وضاحت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بارے میں بتایا۔ کثیر تعداد میں غیر احمدی افراد بھی جمعہ میں شریک ہوئے۔

بعدہ ٹھیک ساڑھے تین بجے مسجد کے نمائش ہال میں جماعت احمدیہ سرینگر کے بزرگ ممبر محترم عبدالسلام صاحب ٹاک کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ خوش قسمتی سے محترم وحیدالدین صاحب نگران داعی الی اللہ بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ چنانچہ خاکسار نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور ان آیات کا سلیس ترجمہ بھی بیان کیا۔ بعدہ وحیدالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ”ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے“ خوش الحانی سے سنایا۔

ازاں بعد محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے موقعہ کی مناسبت سے تقریر کی۔ اور آخر میں محترم صدر صاحب نے چند صدارتی کلمات بیان کرنے کے بعد دعا کی۔

اس موقعہ پر غیر احمدی حضرات کی معقول تعداد کے علاوہ ٹی۔ وی، انفارمیشن بیورو اور پریس کے نمائندگان بھی حاضر تھے۔ اختتام تقریب پر عام ممبران کی چائے اور لوازمات سے تواضع کی گئی۔ پریس کے نمائندگان نے مختلف سوالات کئے ان کے جوابات محترم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے دیئے۔ سب افراد کو مناسب حال لٹریچر بھی دیا گیا۔ خدا کے فضل سے اس تقریب کا بہتر اثر رہا۔ اس موقعہ پر مذکورہ افراد کے علاوہ محترم ڈاکٹر محمد سلطان صاحب پی ایچ ڈی، محترم عبدالرحمٰن صاحب اور بعض دوسرے نوجوانوں نے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

اس تقریب کی فلم بندی کے کچھ منظر دوردرشن سرینگر نے رات کی خبروں میں دکھائے اور تفصیلی خبر دی۔ اس طرح آل انڈیا ریڈیو سرینگر سے بھی تفصیلی خبر نشر ہوئی۔ اخبارات میں بھی خبریں چھپیں۔ (قریشی بشیر احمد سرینگر)

# منقولات

## آئرلینڈ میں ۱۰ر سال کی جدوجہد کے بعد طلاق کی اجازت۔ قانون میں ترمیم

ڈبلن۔ (آئرلینڈ) ۱۴ سال سے مسز میگس اور برائن کی اپنی مرضی کے خلاف ایسے شوہر سے شادی قائم رہی جس نے پہلے ہی اسے طلاق دے کر دوسری شادی کرلی تھی۔ اس نے بتایا کہ پہلی بار میں نے روم میں شادی کی اس بار ڈبلن کے رجسٹری آفس میں کروں گی۔ فرق یہ ہے کہ میں جانتی ہوں کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ ۴۵ سالہ مسز او برائین نے آئرش آئین میں ترمیم کرانے کے لئے طلاق ایکشن گروپ کی قیادت کی۔ جو ایک دہائی کے سنگھرش کے بعد کامیاب رہی۔ اب ویروار سے نیا قانون لاگو ہوگا۔ جس کی رو سے ۴ سال کی علیحدگی کے بعد طلاق اور دوبارہ شادی کی اجازت ہوگی۔ اس نئے قانون سے ۹۰ ہزار لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے گا۔ جن کی شادیاں ناکام ہو چکی ہیں۔ اب طلاق لے کر دوبارہ شادی کر سکیں گے۔ مسز او برائین کو امید ہے کہ اسے کیون بروگن سے جون تک طلاق مل جائے گا۔ انہوں نے ۱۹۷۶ء میں شادی کی تھی۔ اور ۱۹۸۲ء میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔ آئرلینڈ کے قانون کے مطابق شادی ساری عمر کے لئے ہوتی تھی اور اب اس میں ترمیم کر کے طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔ مسز او برائین نے بتایا کہ شادی کے بعد پہلے تو دن اچھے گزرے پھر اس کے شوہر نے سمادھی لگانا شروع کر دی۔ وہ صبح اور شام ۲۰-۲۰ منٹ سمادھی لگاتا۔ پھر اس نے آگے کا کورس شروع کیا اور معاملہ بڑھتا گیا وہ شاکاہاری ہو گیا شراب اور سگریٹ نوشی ترک کر دی۔ اور ہر روز ۷ بجے سونے کے لئے بستر پر لیٹ جاتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ بروگن نے پہلے ہی او برائین کو طلاق دے دی تھی۔ گو آئرلینڈ کی نگاہ کے مطابق وہ طلاق نہیں تھا۔ وہ انگلینڈ میں جاکر رہنے لگا۔ اور وہاں طلاق کے اہل ہو گیا۔ ۱۲ سال پہلے اس نے برطانوی قانون کے تحت دوبارہ شادی کرلی اب وہ اپنی دوسری بیوی اور بچوں کے ساتھ ڈبلن میں رہتا ہے۔ اب نئے قانون کے تحت مسز او برائین عدالت میں طلاق کی درخواست دیگی ۳۵ لاکھ کی آبادی والے آئرلینڈ میں جس میں زیادہ تر لوگ رومن کیتھولک ہیں ۱۹۹۵ء میں ریفرینڈم میں طلاق کی منظوری دی گئی تھی۔ اب تک ڈبلن کے وکلاء نے امکانی گاہکوں کی نسبت اس معاملہ پر زیادہ اتساہ دکھایا ہے۔ (روزنامہ ہند سماچار ۱۰ر فروری)

## ملک پر قرضوں اور ان پر سُود کی ادائیگی کا سالانہ دس ہزار کروڑ روپے سے زیادہ بوجھ

### اس سے مالیاتی پالیسی پر سنگین اثرات ہوں گے۔ یہ سرکاری آمدنی کے ۴۷.۲ فیصد تک پہنچ گیا ہے

ممبئی۔ (پی ٹی آئی) ریزرو بنک آف انڈیا نے اپنی اس وارننگ کو دوہرا لیا ہے کہ مرکزی سرکار پر قرضوں کی اونچی سطح سود کی ادائیگی اور ادائیگی ذمہ داریوں کی صورت میں اقتصادی پالیسی سنگین اثرات کا جائزہ پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ قرضہ جو ڈی پی شرح میں ہوئی گراوٹ دکھائی جا رہی ہے۔

ریزرو بنک آف انڈیا نے کرنسی اور فنانس بارے اپنی ۹۶-۱۹۹۵ء کی رپورٹ میں کہا ہے کہ مارچ ۱۹۹۶ء کے آخر تک مارکیٹ قرضوں کی ادائیگی کے شیڈولڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے ۱۰ سالوں کے دوران ۱۰ر ہزار کروڑ روپے سے بھی زیادہ کے حساب سے سالانہ ادائیگی کی ذمہ داری ہے۔ اور تازہ قرضوں سے ادائیگی شیڈول میں مزید اضافہ ہوگا۔ ۱۹۸۰ء کے وسط سے ۹۶-۱۹۹۵ء تک کے دوران سود کی ادائیگی کا بوجھ ۳۰.۴ فیصد سے بڑھ کر ۴۷.۲ ہو گیا اور ۹۷-۱۹۹۶ء میں ۴۶ فیصد ہے۔ حکومت نے قرضہ کی ضروریات پوری کرنے بارے مارکیٹوں پر بھروسہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مارکیٹ قرضوں پر بہت زیادہ سود شرح رہی ہے۔ مارچ ۱۹۹۶ء کے آخر تک مرکزی سرکار کی ادائیگی ذمہ داری ۱۰۷۶۰۵ کروڑ تھی۔

آر بی آئی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ ہو سکتا ہے بھارت کو درآمد اور مال کو ڈمپ کرنے کی ممکنہ ناکافی قیمت لگانے پر روک کے لئے لدائی سے پہلے اینٹشن یا اینٹی ڈمپنگ اقدام کرنے کی ضرورت پڑے۔ آر بی آئی کا کہنا ہے کہ ملک کو لدائی سے قبل انسٹشن یا اینٹی ڈمپنگ اقدام کرنے ہوں گے۔ تاکہ گھریلو اکانومی پر پڑنے والے بُرے اثرات کو ختم کیا جا سکے۔ پہلے مرحلہ میں حالانکہ درآمد اور برآمد دونوں کے گروتھ ریٹ بالترتیب ۱۰.۵ فیصد اور ۳۰ فیصد رہے جو کہ مثبت اضافہ کا اشارہ کرتے ہیں۔ تاہم درآمد کی نسبت برآمد کی شرح میں کمی آئی ہے۔

آر بی آئی کا کہنا ہے کہ ۹۷-۱۹۹۶ء میں اخراجات گراوٹ حکمت عملی کا خاص انحصار بلا سود، بلا ترقیاتی اخراجات کے جدیدی کرن پر ہے۔ تاہم مرکز کی آمدن اور پونجی اخراجات میں گراوٹ کا رجحان دیکھنے کو ملا ہے۔ ترقیاتی اخراجات جو ۹۶-۱۹۹۵ء میں ۶.۵ ۴ فیصد تھے ۹۷-۱۹۹۶ء میں کم ہو کر ۴۵.۶ فیصد رہ گئے ہیں۔ مرکز کے پونجی اخراجات جو ۹۶-۱۹۹۵ء میں ۲.۲ فیصد تھی۔ میں زبردست اضافہ ہوا اور ۹۷-۱۹۹۶ء میں یہ بڑھ کر ۸.۵ فیصد ہو گیا ہے۔ یہ سب صوبوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو قرضے وایڈوانس دینے میں کئے گئے اضافہ کی وجہ سے ہوا ہے۔

آر بی آئی کا کہنا ہے کہ ۹۷-۱۹۹۶ء کے دوران صوبائی سرکاروں کے کل غیر ترقیاتی اخراجات بڑھ کر ۱۸۹۷ کروڑ روپے (۱۲.۹ فیصد اضافہ) ہو گئے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق صوبہ کی آمدن میں بڑھتے ہوئے خسارہ کے علاوہ قرضہ کی ضروریات بڑھنے سے بھی جی ایف ڈی پر اثر پڑا ہے۔ ۹۷-۱۹۹۶ء میں ریونیو خسارہ ۲۷.۵ فیصد ہو جائے گا۔

آر بی آئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بھارت کو ملنے والی بیرونی امداد میں نمایاں کمی آئی ہے۔ کیونکہ امداد دہندگان نے اسے بروقت استعمال کرنے سے جوڑ دیا ہے۔ اور دوسرا یہ خیال بڑھتا جا رہا ہے کہ انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (آئی ڈی اے) سے ملنے والے رعایتی فنڈز آہستہ آہستہ ختم کر دینے چاہئے۔ (روزنامہ ہند سماچار ۱۰ر فروری)

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikyy NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

## جماعت ہائے کینانور ٹاؤن اور کوڑالی (کیرلہ) میں

# نئی مسجدوں کا افتتاح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے 10 جنوری 1997ء بروز جمعۃ المبارک یعنی Friday the 10th جماعت ہائے احمدیہ کینانور ٹاؤن اور کوڑالی کیلئے خیر و برکت اور اپنی دیرینہ خواہش و ضرورت کی تکمیل کا بابرکت دن ثابت ہوا۔

کیرلہ کے مالابار علاقہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی احمدیت کی آواز کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے ذریعہ پہنچی تھی۔ لیکن باقاعدہ جماعت کئی سالوں کے بعد یعنی 1915 میں قائم ہوئی تھی۔ ابتدائی زمانہ میں کیرلہ میں کینانور۔ پنگاڑی اور کوڑالی میں ہی جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔ لیکن اب بفضلہ تعالیٰ کیرلہ کے طول و عرض میں 46 جماعتیں ہیں۔ اکثر جماعتوں میں اپنی ایک مسجد یا دار التبلیغ قائم ہے اور بفضلہ تعالیٰ تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے کاموں میں سرگرم عمل ہے۔

کینانور سٹی میں ابتداء میں ہی ایک گھر کو بطور مسجد استعمال کیا جاتا رہا تھا۔ لیکن بعد میں 1960ء میں یہ مکان دو منزلہ خوبصورت مسجد میں تبدیل ہوا اور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہاں کی جماعت بڑھتی رہی۔ کینانور کے ٹاؤن ایریا میں احمدی احباب زیادہ تعداد میں بود و باش اختیار کرنے لگے جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وسع مکانک کو یہاں بھی بروئے کار لانے کی ضرورت پیش آئی۔

ایک طرف کینانور سٹی کی دو منزلہ مسجد نمازیوں کیلئے بہت ناکافی ثابت ہوتی رہی نیز کینانور ٹاؤن میں رہنے والے احباب و مستورات کو کینانور سٹی میں آکر مسجد میں پنجوقتہ نمازوں میں حاضر ہونے اور جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لینے میں دقت محسوس ہونے لگی۔ اس وجہ سے کینانور ٹاؤن میں ایک مسجد کی تعمیر کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔

احباب جماعت اور بیرون ملک کام کرنے والے کیرلہ کے احباب جماعت کے چندوں سے زمین خریدی گئی اور پھر یہاں کے دو مخیر اور مخلص احباب کو اپنے خرچ پر اس قطعہ زمین میں ایک نہایت خوبصورت وسیع و عریض مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ 3000 مربع فٹ پر مشتمل اس مسجد میں احباب و مستورات سمیت چار صد سے زائد افراد کیلئے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔

مورخہ 10 جنوری کو مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر صوبائی جماعت احمدیہ کیرلہ نے ٹھیک 12.30 بجے مسجد کا دروازہ کھول کر اجتماعی دعا کر کے افتتاح فرمایا پھر آپ کوڑالی جو یہاں سے دس میل دوری پر ہے کی نئی مسجد کے افتتاح کیلئے تشریف لے گئے۔

افتتاح کے بعد خاکسار نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے امسال کے پہلے خطبہ جمعہ کا ترجمہ سنا کر پہلا خطبہ دیا۔

اس موقعہ پر کینانور سٹی اور پنگاڑی سے بھی احباب تشریف لائے ہوئے تھے مستورات کیلئے بالکنی کا انتظام تھا۔ اس مسجد کے باہر وسیع و عریض گراؤنڈ میں دفاتر۔ مہمان خانہ۔ مدرسہ اور پریس کی عمارتیں قائم ہوں گی جس کیلئے 15 لاکھ روپیہ کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو یہاں کے احباب برداشت کریں گے اور رمضان کے بعد کام شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بناوے اور جماعت کی تعلیم و تربیت اور دیگر دینی سرگرمیوں کا مرکز بناوے آمین۔ اس کار خیر میں دن رات محنت کرنے والوں اور مالی قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

**کوڑالی میں نئی مسجد کا افتتاح۔** کوڑالی بھی کیرلہ کی قدیم جماعتوں میں ایک ہے۔ لیکن اب تک یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر نہیں ہوئی تھی۔ مسجد کے طور پر ایک عمارت ہی استعمال کی جاتی رہی تھی۔ یہیں مدرسہ احمدیہ بھی بہت کامیابی سے جاری تھا۔

احباب و مستورات کی کثرت کی وجہ سے یہ عمارت نماز اور دیگر جماعتی سرگرمیوں کیلئے بہت ناکافی محسوس کی جا رہی تھی چنانچہ کوڑالی میں اس مقام میں جہاں زیادہ تر احمدی گھرانے ہیں 74 سینٹ قطعہ زمین ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر کیرلہ نے اپنی جیب خاص سے خرید کر جماعت کیلئے وقف کیا۔ اس زمین میں بہت تیزی سے کام کرتے ہوئے 2226 مربع فٹ پر مشتمل (53x42) ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی۔

اس مسجد کی تعمیر کیلئے مالی قربانی کرنے والے مقامی احباب کے علاوہ زیادہ تر بیرونی ممالک میں رہنے والے کوڑالی باشندے ہیں۔ مکرم سی مبارک احمد صاحب صدر جماعت کی زیر قیادت احباب و مستورات نے اس مسجد کی تعمیر میں بہت محنت کی تھی۔

اس مسجد کا افتتاح 10 جنوری کے بابرکت دن جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو Friday the 10th فرما کر بشارت دی تھی عمل میں لایا گیا۔

کینانور ٹاؤن مسجد کا افتتاح کرنے کے معاً بعد محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب فوری طور پر کوڑالی تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے ساتھ مسجد کھول کر افتتاح فرمایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم اور خاص تائید و نصرت کے ذریعہ کینانور ٹاؤن اور کوڑالی جماعتوں کی ضرورت کی تکمیل فرماتے ہوئے نہایت خوبصورت اور وسیع و عریض مساجد عطا فرمائیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو مسجد کے لئے مالی و جسمانی قربانیاں کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

**کینانور میں نمائش۔** کینانور میں 9/ دسمبر تا 9/ جنوری ایک ماہ تک ایک عظیم الشان نمائش لگی اس میں مجلس خدام الاحمدیہ کینانور نے ایک تبلیغی سٹال کا انتظام کیا تھا۔ اس تبلیغی سٹال سے ملحق ہی ڈش انٹینا کے ذریعہ MTA دکھانے کا بھی انتظام تھا۔ جو عوام و خواص کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ روزانہ سینکڑوں افراد MTA دیکھ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ خاص کر درس القرآن اور دیگر دینی پروگرام سے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی بہت توجہ سے دیکھتے اور سنتے رہے۔ اس عرصہ میں قریباً 18 ہزار افراد نے MTA دیکھا اور جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کیں وسیع پیمانے پر لٹریچر تقسیم کیے گئے روزانہ سٹال میں احمدیت کے بارے میں گفت و شنید اور تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ ہماری تبلیغی سرگرمیاں اور عوام میں مقبولیت دیکھ کر مخالفین خاص کر مودودی قسم کے لوگوں نے اشتعال انگیزی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے انہیں ناکام و نامراد کر دیا۔

اس سٹال کی کامیابی کیلئے خدام نے دن رات بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کے نیک اور دور رس نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ (محمد عمر انچارج مبلغ کیرلہ)

# کلکتہ بک فیئر میں احمدیہ بک سٹال

۹۷-۱-۲۹ کو کلکتہ میں ۲۲ ویں کلکتہ بک فیئر ۹۷ء کا افتتاح ہوا تھا جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی تھی۔ یہ کتابی میلہ ۹ / فروری کو ختم ہونے والا تھا کتابی میلہ میں کل ۶۷۰ بک سٹال لگے تھے۔ جس میں فرانس، جرمنی، کیوبا، بنگلہ دیش، ارجنٹائنا اور برطانیہ سمیت ۷ ممالک کے خصوصی اسٹال بھی تھے۔

۹۷-۲-۳ کو اس بک فیئر میں خطرناک آگ لگی جس میں اخبارات کے بیان کے مطابق تقریباً ۵۰۰ بک سٹال جل کر راکھ ہو گئے اور تقریباً ۱۲ کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اس خطرناک آگ میں ایک شخص ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔ تقریباً ۳۔ ۳ بجے سے لیکر ۵ بجے تک آگ خطرناک صورت اختیار کئے رہی۔ بڑی مشکل سے اس پر کنٹرول کیا جا سکا۔

اس بک فیئر میں پاکستان والوں نے بھی اپنا سٹال لگایا تھا۔ اسی طرح جماعت اسلامی والوں نے بھی سٹال لگایا تھا۔ مگر یہ دونوں سٹال دیکھتے دیکھتے جل کر راکھ ہو گئے۔ وہاں سوائے کوئلے اور راکھ کے کچھ نہیں بچا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اپنا احمدیہ مسلم انٹرنیشنل بک سٹال ہر طرح سے محفوظ رہا۔ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

(محمد وسیم خان مبلغ کلکتہ)

# صوبہ کشمیر میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

مولا کریم کے فضل و کرم سے حسب سابق اس سال بھی احباب جماعت نے اس مبارک مہینے کے بابرکت ایام سے فیضیاب ہونے کی سعادت پائی ہے الحمد للہ۔

**درس:** نماز فجر کے بعد مساجد میں روزانہ درس ہوتا رہا ہے۔

**تلاوت:** درس کے بعد مساجد میں اجتماعی انفرادی اور گھروں میں مرد و مستورات تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔

**پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام:** باوجود سخت سردی اور ناموافق حالات کے کثرت سے احباب جماعت نمازوں میں شامل ہوتے رہے۔

**جمعۃ المبارک:** کثیر تعداد میں ان ایام میں جمعۃ المبارک کے خطبات اور نماز میں دور و نزدیک سے احباب شریک ہوتے رہے۔

**افطاری:** اکثر مساجد میں اجتماعی افطاری ہوتی رہی۔

**تراویح:** نماز عشاء اور تراویح میں کثرت سے احباب شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ بعض مقامات میں مستورات بھی شامل ہوتی رہیں۔

**ڈش انٹینا:** جن جماعتوں میں ڈش انٹینا لگے ہیں وہاں احباب باقاعدہ پیارے حضور انور کے درس قرآن اور دیگر پروگراموں سے فیضیاب ہوتے رہے۔

**صدقہ وخیرات:** کی طرف بھی خاص توجہ رہی اور فطرانہ عید فنڈ بھی ادا کیا گیا۔

**دعائیں:** حضور انور نے خاص دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے اس کے ساتھ ساتھ غلبہ اسلام پیارے آقا کی صحت سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی۔ اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی۔ داعی الی اللہ۔ کارکنان سلسلہ بزرگان۔ بیماروں کی شفایابی بے اولادوں کے اولاد صالح ہونے کیلئے بیکاروں کے باعزت روزگار، طلباء طالبات کی کامیابیوں اور مشکلات سے نجات۔ دینی دنیوی ترقیات کیلئے روزانہ دعائیں کی جاتی رہیں مولا کریم قبول فرماوے۔ آمین اور آئندہ نیک اعمال بجالانے کی توفیق بخشتا رہے آمین۔ (عبد الحمید ٹاک صوبائی امیر کشمیر)

## درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر فاروق احمد صاحب پڈر ناصر آباد کی والدہ محترمہ امریکہ میں علیل ہیں علاج ہو رہا ہے بزرگان سلسلہ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم موصوفہ کو محض اپنے فضل سے کامل شفایابی بخشے نیز صحت و سلامتی والی لمبی عمر نصیب کرے۔ آمین۔ ثم آمین

☆ مکرم ڈاکٹر ممتاز الدین صاحب M.S گولڈ میڈلسٹ ایک معروف مخلص نوجوان احمدی ڈاکٹر ہیں سری نگر مشن پر شفاخانہ خدمت خلق میں بلا تمیز مذہب و ملت مفت علاج کرتے ہیں موصوف کو کئی سال تبل بیماری کی وجہ سے ٹاٹا ہسپتال بمبئی میں علاج کرانا پڑا حضور انور کی دعاؤں پر مولا کریم کے فضل سے معجزانہ رنگ میں شفایاب ہوئے اب پھر چیک اپ کرانے پر ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق جگر (Lever) متاثر ہو رہا ہے بزرگان سلسلہ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ مولا کریم محض اپنے فضل سے اس نافع الناس وجود کو کامل شفایابی عطا فرمائے۔ نیز زیادہ سے زیادہ خدمت دین، انسانیت کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ (عبد الحمید ٹاک صوبائی امیر کشمیر)

☆ محترم فاروق احمد صاحب لارجی صدر جماعت احمدیہ شاہ آباد کی چھوٹی لڑکی عزیزہ سیلہ شارق صاحبہ ۳ سالہ ڈپلوما کمپیوٹر سائنس کورس درجہ اول سے اور ۲ سالہ سافٹ ویئر کورس درجہ اول سے پاس کی ہیں ان کے بابرکت مستقبل اور موزوں رشتہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر۔ ۵۰/ روپے۔ (عبد المنان مالک نمائندہ بدر یاڈ گیر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 ☎ 01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, MARCH 6/13TH 1997 ISSUE NO 10/11

# ہومیوپیتھی طریقِ علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۱۹)

## کاربو اینیمیلس

CARBO ANIMALIS

(Animal Charcoal)

کاربو اینیمیلس کا مزاج بہت حد تک کاربوویج سے ملتا ہے اور ان کے درمیان فرق کرنا بہت مشکل ہے لیکن نباتاتی اور حیوانی کوئلہ کی بناوٹ میں فرق ہے اس لئے یہ جسم پر مختلف رنگ میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ کاربو اینیمیلس کی علامتیں رکھنے والی بیماریاں کینسر کی شکل اختیار کر لینے کا احتمال رکھتی ہیں۔ عمر رسیدہ افراد کی بیماریوں میں بہت مفید ہے۔ اس کا مریض مستقل خون کی کمی کا شکار رہتا ہے۔ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے، قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور جسم کی دفاعی طاقتیں جواب دینے لگتی ہیں۔ کاربوویج کی طرح اس میں غدود سخت ہو جاتے ہیں جو کینسر کی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ کاربو اینیمیلس وریدوں کی بیماری میں بھی مفید ہے اگر ان میں اجتماع خون ہو اور وہ ابھر گئی ہوں۔ اس دوا کا مزاج ایسکولس سے بھی ملتا ہے۔

کاربو اینیمیلس کا مریض غمگین، اداس اور تنہائی پسند ہوتا ہے۔ عموماً خاموش رہتا ہے رات کو بے چین اور خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ خون کا دوران سر کی طرف ہوتا ہے۔ ذہن الجھا ہوا، نظر دھندلا جاتی ہے، آنکھوں پر بوجھ محسوس ہوتا ہے، گدی میں درد ہوتا ہے ہونٹ اور گال نیلگوں ہو جاتے ہیں ناک بھی سوج جاتا ہے اور اس پر نیلے رنگ کی غدود سی ابھر آتی ہے۔ قوت شنوائی بھی متاثر ہوتی ہے، آوازوں کی سمت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، خشک زکام ہوتا ہے اور قوت شامہ ختم ہو جاتی ہے۔ چہرے پر تانبے کے رنگ کے دانے اور کیل بنتے ہیں۔ سر اور چہرے پر گرمی کا احساس، بوڑھے لوگوں کے چہرے اور ہاتھوں پر مسّے نکلتے ہیں۔ مریض ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے۔

کاربو اینیمیلس کے مریض کو معدے میں شدید کمزوری اور خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد تھکن اور کمزوری، وزن اٹھانے اور محنت مشقت سے بھی سخت کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ کولہوں اور کلائیوں میں درد ہوتا ہے۔

عورتوں کے رحم کے مونہہ پر کینسر ہو جائے تو معالجین رحم نکالنے کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ کوئی اور علاج کارگر نہیں ہوتا۔ کاربو اینیمیلس اس کینسر میں مفید دوا ہے۔ رحم کے مونہہ پر زخم ہو جائے تو لیکوریا جاری ہوتا ہے جس میں بہت جلن ہوتی ہے۔ کاربوویج میں بھی جلن کی علامت ہے لیکن صرف اندرونی طور پر۔ بیرونی سطح پر ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ رحم سے جلن دار لیکوریا کا اخراج ہو تو فوراً کاربو اینیمیلس استعمال کروانی چاہئے اگر تاخیر ہو جائے تو علامتیں بڑھ کر کینسر میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور علاج مشکل ہوتا ہے۔

جسم میں تخلیقی توازن بگڑنے سے ہڈیوں میں غیرضروری بڑھوتی ہونے لگتی ہے جس میں کینسر کا رجحان بھی پایا جاتا ہے اگر جسم میں کوئی غیر معمولی تبدیلی رونما ہو تو کاربو اینیمیلس فوراً دینی چاہئے۔

کاربو اینیمیلس میں حیض عموماً جلد، مقدار میں زیادہ اور لمبا چلنے والا ہوتا ہے۔ حیض کے دوران مریضہ سخت کمزور ہو جاتی ہے سیپیا سے مشابہہ ناک کے اوپر سیاہی مائل نشان بن جاتا ہے جو رخساروں کی اطراف میں اترتا ہے۔ اگرچہ سیپیا سے یہ نشان دور نہیں ہوتا کیونکہ سیپیا کا اپنا ایک خاص مزاج ہے جب تک وہ نہ ہو سیپیا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ عورتوں کی جسمانی کیفیت اور ساخت اس کی پہچان ہے وہ نسبتاً پتلی ہوتی ہے اپنوں سے اجنبیت محسوس کرنے لگتی ہے، محبت کے جذبات میں کمی آ جاتی ہے خصوصاً خاوند اور بچوں کو پسند نہیں کرتی بلکہ نفرت ہو جاتی ہے اگر ایسی عورت کے ناک پر نشان ہو تو سیپیا دینی چاہئے فائدہ نہ ہو تو کاربو اینیمیلس دیں۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ وضع حمل کے بعد ہونے والی تکلیفوں میں کاربو اینیمیلس بہت مؤثر ہے۔ اس سے ناک کا نشان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ کاربو اینیمیلس حمل کی متلی میں بھی مفید ہے۔ اگر مریضہ میں اس کی دیگر علامات موجود ہوں تو یہ سینے میں سختی اور درد کے لئے اچھی دوا ہے۔

کاربو اینیمیلس میں پاؤں میں موچ آنے کا رجحان ہوتا ہے۔ ہاتھ سو جاتے ہیں، کلائیوں، پنڈلیوں میں درد اور تشنج چلتے ہوئے درد ہوتا ہے۔ انگلیوں کے جوڑوں میں سختی پائی جاتی ہے۔ کمر میں درد کھچاؤ کاربو اینیمیلس کے مریض کے پھیپھڑوں میں زخم بن جاتے ہیں سینے میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے، کھانسی کے ساتھ سبزی مائل بلغم خارج ہوتی ہے۔ رات کو بدبودار پسینہ آتا ہے۔ ٹھنڈی ہوا میں علامات میں اضافہ ہو جاتا ہے گرمی سے کمی محسوس ہوتی ہے۔

## کاربوویج

CARBOVEG

کاربوویج ـــ ویجیٹیبل کاربن کو کہتے ہیں یعنی لکڑی کا کوئلہ، ڈاکٹر ہانیمن نے جب اس پر پروونگ کی تو انہیں بعض ایسے اثرات نظر آئے جن کی وجہ سے انہوں نے اسے بہت گہری بیماریوں میں استعمال کیا۔ ایلوپیتھک طریقہ علاج میں کاربوویج کو ٹکیہ کی شکل میں پیٹ کی ہوا کم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ٹکیہ معدہ میں ہوا کو جذب کر لیتی ہے اور معدے میں پیدا ہونے والے تیزاب کے خلاف ردعمل نہیں دکھاتی۔ ہومیوپیتھی میں بھی کاربوویج کو پیٹ میں پیدا ہونے والی ہوا کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ معدہ میں جو عوامل ضرورت سے زیادہ ہوا پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں یہ ان کے خلاف ردعمل پیدا کرتی ہے۔

کاربوویج ایک ایسی دوا ہے جس کا شمار زندگی بچانے والی دواؤں میں کیا جاتا ہے۔ جب کسی بیماری کے بہت بڑھ جانے کے نتیجہ میں زندگی کی رمق باقی نہ رہے تو ان نازک لمحات میں کاربوویج ڈوبتی ہوئی زندگی کو واپس کھینچ کر لانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کاربوویج کے ان غیر معمولی اثرات کی کنہہ تک پہنچنا تو مشکل امر ہے لیکن بارہا تجربوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب زندگی بالکل ختم ہونے کے قریب ہو تو کاربوویج فوراً اثر کرتی ہے اور زندگی کی حرارت پیدا کر دیتی ہے۔ اس خاص اثر سے میں نے اندازہ لگایا کہ کاربوویج گرتے ہوئے بلڈپریشر کو اونچا کرتی ہوگی۔ جب میں نے اس پر تجربہ کیا تو واقعتاً یہ اثر نمایاں نظر آیا لیکن یہ بات بھی واضح ہوئی کہ یہ عام بلڈپریشر کو زیادہ نہیں کرتی۔ یعنی یہ خطرہ نہیں ہے کہ کاربوویج کھانے سے بلڈپریشر زیادہ ہو جائے گا بلکہ اگر خون کا دباؤ معمول سے زیادہ گر گیا ہو تو اسے نارمل کر دیتی ہے۔ مریض جب آخری دموں پر ہو تو خون کا دباؤ بالکل گر جاتا ہے۔ کاربوویج کی ایک خوراک سے اچانک گرمی پیدا ہونے لگتی ہے۔ بہت عرصہ قبل مکرم نسیم احمد شاہ صاحب مرحوم کو دل کا شدید حملہ ہوا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہ مکمل بے جان ہو چکے تھے۔ ماتھے پر سخت ٹھنڈا پسینہ تھا اور سانس تقریباً بند ہو چکا تھا۔ میں نے فوراً کاربوویج کے دو تین قطرے ان کے مونہہ میں ٹپکا دیئے۔ تھوڑی دیر میں ان کا سانس بحال ہو گیا۔ ماتھے کا پسینہ ختم ہو گیا اور جسم میں آہستہ آہستہ گرمی پیدا ہونے لگی۔ ان کی حالت سنبھلنے پر میں نے انہیں دل کی طاقت کے لئے دوائیں دیں لیکن مزید علاج کے قابل بنانے کے لئے کاربوویج نے حیرت انگیز اثر دکھایا۔ ان کے علاوہ میں نے اور بھی بہت سے مریضوں پر یہ تجربہ کیا ہے اور ہمیشہ اسے بہت مؤثر پایا ہے اس لئے زندگی بچانے کی دوا کے طور پر اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا چاہئے۔

کاربوویج کا دوسرا عمومی تعلق دمہ سے ہے۔ دمہ میں عموماً ایسے مریضوں کے کام آتی ہے جن کا جسم سخت ٹھنڈا ہو اور وہ پسینہ سے شرابور ہو جائے اور کمزوری کا یہ عالم ہو کہ بلغم باہر نکالنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ ایسے مریض عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو امونیم کارب کی علامات رکھتے ہوں۔ اس سے پہلے ان کی بیماری کی علامات ایپی کاک کا مطالبہ کرتی ہیں پھر اس حالت سے نکل کر اس میں اینٹی مونیم کروڈ کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر امونیم کارب کی۔ ایپی کاک کے مریض کی پہچان یہ ہے کہ اس کے سینے میں بلغم جم جاتی ہے لیکن وہ اسے باہر نہیں نکال سکتا جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ دمہ شدت اختیار کر لیتا ہے اگر ایسے مریض کا صحیح علاج نہ کیا جائے تو اس میں اینٹی مونیم کروڈ کی علامتیں نمایاں ہو جاتی ہیں اور معدے کی تکلیف بھی شروع ہو جاتی ہے۔ زبان پر بہت گہری سفید رنگ کی تہہ جم جاتی ہے۔ اگر ایسے مریض کا سینہ بلغم سے بھرا ہوا اور وہ سخت کمزور ہو چکا ہو تو امونیم کارب کاربوویج کی طرح کام کرتی ہے اور مرتے ہوئے مریض کو سنبھال لیتی ہے اور خطرناک مرحلہ سے باہر نکال لاتی ہے لیکن یہ دمہ کا مستقل علاج نہیں ہے۔ ایک دفعہ دمہ کا ایک مریض اسی کیفیت سے دوچار تھا اور حالت بہت تشویشناک تھی۔ میں نے اسے کاربوویج دی جس سے فوراً جسم میں کچھ طاقت پیدا ہوئی۔ بلغم باہر نکالی اور سانس جو بند ہو رہی تھی بسہولت دوبارہ جاری ہو گئی۔ اس کے بعد دمہ کا علاج کیا گیا اور وہ مریض شفایاب ہو گیا۔ الحمدللہ۔ کاربوویج بہت نازک لمحات میں کام آنے والی دوا ہے اور دمہ کی بیماری میں ایک خاص علامت یہ ہے کہ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے اور مریض کا بدن بھیگ جاتا ہے۔ اس کے برعکس آرسنک کا مریض بالکل خشک ہوتا ہے اور اس کے سینہ میں بلغم بھی نہیں ہوتی۔

کاربوویج دل کی بیماریوں میں جہاں دل کے اعصاب جواب دے رہے ہوں بہت مفید دوا ہے اور یہ اعصاب کا بہترین ٹانک ہے۔ معدہ میں ہوا کا دباؤ اوپر کی طرف ہو تو اس میں بھی کاربوویج اچھی دوا ہے۔ بہت سی دواؤں میں پیٹ کی ہوا کا ذکر ملتا ہے اور صرف علامتوں سے دوا پہچاننا مشکل ہے اس لئے مختلف دوائیں آزما کر دیکھنا چاہئے۔ طبی طریق بھی دواؤں کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے یعنی تجربہ میں آ جائیں اور آپ پہچان لیں کہ ایسے مریض میں فلاں دوا نے کام کیا ہے خواہ پروونگ میں واضح ثبوت ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ آرسنک آیوڈائیڈ میں بھی معدہ کی ہوا کا ذکر ملتا ہے لیکن اس کی علامتوں کی پہچان بہت مشکل ہے اس لئے طبی طریق سے ہی اسے پہچاننا چاہئے۔

کاربوویج میں ہوا سارے پیٹ میں نہیں ہوتی بلکہ ایک حصہ میں یا اوپر کی طرف دباؤ ہوتا ہے جس میں بدبو اور تعفن پایا جاتا ہے۔ کاربوویج کے اسہال میں بھی بدبو ہوتی ہے اور مریض بہت کمزوری محسوس کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی علامات بپٹیشیا سے ملتی ہیں لیکن بپٹیشیا اس لحاظ سے زیادہ گہری دوا ہے کہ یہ ٹائیفائیڈ کے بدبودار اسہال میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ کاربوویج وہاں کام نہیں کرتی۔

کاربوویج کی علامات میں ہاتھ اور پاؤں کا سونا بھی شامل ہے اور ٹانگیں سن ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر پنڈلیوں کے اعصاب پر اثر ہوتا ہے۔ پنڈلیوں کے اعصاب کو عموماً دوسرا دل کہا جاتا ہے کیونکہ یہ نیچے سے خون کو پمپ کر کے اوپر بھیجتی ہیں۔ اچانک کھڑے ہونے سے سر خالی خالی ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ پنڈلیوں سے خون صحیح طرح پمپ ہو کر اوپر نہیں آیا۔ اس کیفیت میں کاربوویج بہت مفید دوا ہے کیونکہ یہ دوران خون کی کمزوری اور عضلاتی کمزوریوں کو دور کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موت کے قریب کے لمحات میں نئی حرکت پیدا کرنے میں کاربوویج کام آتی ہے۔

اگر رات کو سوتے ہوئے جسم سن ہو جائے تو لیکسز اور رسٹاکس بہترین دوائیں ہیں۔ رسٹاکس میں جسم کے کسی حصہ کے سن ہونے کی علامات فالج کے آغاز کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور اگر لمبا عرصہ ایک ہی پہلو پر بیٹھنے سے وہ پہلو سن ہو جائے تو بعض اوقات اس طرف کی بینائی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ایسے موقع پر کاربوویج کے بجائے رسٹاکس زیادہ مفید ہے۔ ایک دفعہ میں مختلف کاموں کی وجہ سے بہت مصروف تھا اور بہت زیادہ ڈرائیونگ کرنا پڑی ایک دن دوران سفر مجھے محسوس ہوا کہ میرے جسم کے بائیں طرف کی طاقت ختم ہو گئی ہے اور بینائی بھی متاثر تھی۔ آنکھ کے سامنے سائے سے ناچتے ہوئے محسوس ہونے لگے میں نے فوراً رسٹاکس کی ایک خوراک کھا لی۔ دس منٹ کے اندر اندر خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو گیا اور باقی سفر آرام سے طے کیا۔ الحمدللہ۔ اگر رات کو سوتے ہوئے بائیں کروٹ پر لیٹے لیٹے جسم سن ہو جائے تو لیکسز دینا چاہئے اگر سارا جسم ٹھنڈا ہو اور سن بھی ہو جائے تو سلیشیا اور کاربوویج ملا کر دینے سے افاقہ ہوتا ہے۔

کاربوویج کی ایک اور اہم بنیادی بات یہ ہے کہ یہ جسم کو کالی کارب کے لئے تیار کرتی ہے۔ کالی کارب میں بہت سی علامتیں کاربوویج سے ملتی ہیں لیکن کاربوویج اپنے اثرات کے لحاظ سے بہت نرم دوا ہے جبکہ کالی کارب بہت سخت ردعمل دکھاتی ہے۔ چونکہ کالی کارب کی اکثر بیماریاں مزمن ہوتی ہیں اور ان میں اگر براہ راست کالی کارب سے ہی علاج شروع کیا جائے تو خطرہ ہے کہ بہت شدید ردعمل پیدا ہو جائے۔ جوڑوں کے درد میں خاص طور پر کالی کارب سے پہلے کاربوویج دینا چاہئے۔

جب میں نے ہومیو پیتھی شروع کی تو شروع شروع میں میں پہلے کاربوویج دیتا تھا۔ تجربہ سے مجھے علم ہوا کہ کاربوویج بذات خود دردوں اور تکلیفوں میں کچھ اثر دکھاتی ہے اور کمر درد اور اعصابی دردوں میں مفید ثابت ہوتی ہے لیکن اگر بلڈپریشر زیادہ ہو جائے اور چہرے پر تناؤ ہو تو بیلاڈونا اور ایکونائٹ کاربوویج سے زیادہ مفید ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہی کالی کارب کے لئے کاربوویج سے تیاری کی جائے۔ رسٹاکس دینے کے بعد بھی کاربوویج اچھا اثر دکھاتی ہے مگر لمبا اور مستقل اثر رکھنے والی اصل دوا کالی کارب ہے اور اس کے اثر کو بھی مزید آگے بڑھانے کے لئے فلکیریا کارب کام آتی ہے۔ ان دواؤں میں کاربن کا عنصر مشترک ہے اور کاربن کا اعصاب سے گہرا تعلق ہے۔ فلکیریا کارب میں یہ فرق ہے کہ کیلشیم کا عنصر ہونے کی وجہ سے ہڈیوں سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔ عمر کے درمیانی حصہ میں جب کیلشیم کی کمی ہونے لگتی ہے اور ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں اور مریض کو اچانک کمزوری کے دورے پڑتے ہیں ایسی صورت میں فلکیریا کارب بہت فائدہ دیتی ہے۔ اگر تکلیف کے آغاز میں کاربوویج دیں تو فائدہ ہوگا لیکن یہ اصل علاج نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف کاربن ہی نہیں بلکہ کیلشیم بھی ضروری عنصر ہے۔ کاربوویج کا مزاج ایسا ہے کہ گویا کہ جسم ساری دفاعی طاقتیں کھو بیٹھا ہے۔ اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں وریدوں کا نظام متاثر ہونے کی وجہ سے دوران خون سست پڑ جاتا ہے۔ جگہ جگہ نیلے نشان خون جمنے کی علامت کے طور پر نظر آنے لگتے ہیں، جسم سخت ٹھنڈا ہو جاتا ہے ایسے مریض کے معدے میں اور کھانے کی نالیوں اور انتڑیوں میں کئی قسم کے جراثیم پلنے لگتے ہیں جو خوراک کو کھانے لگتے ہیں اور ایسے مادوں کا اخراج کرتے ہیں جو سخت بدبودار ہوتا ہے۔ نکس وامیکا کی طرح کاربوویج میں انتڑیوں میں خوراک اور ہوا کو دھکیلنے کی طبعی حرکت میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور ایک ٹھہراؤ کا احساس ہوتا ہے اور ہوا کا دباؤ اوپر کی طرف ہوتا ہے اور دل پر بھی اثر پڑتا ہے اور سینہ جکڑا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود انتڑیوں کے نچلے حصہ میں بھی تعفن پیدا ہوتا ہے اور ہوا بنتی ہے جس میں سخت بدبو ہوتی ہے۔ کاربوویج اور کاربو اینیمیلس دونوں اس پہلو سے قدر مشترک رکھتی ہیں کہ اگر انہیں مناسب طاقت میں دیا جائے تو ان جراثیم کو مارنے میں اچھا اثر دکھاتی ہیں۔ بعض جراثیم ایسے ہیں جو معدہ اور انتڑیوں میں مستقل ٹھکانہ بنا لیتے ہیں اور ان سے نجات بہت مشکل ہے۔ ان کی وجہ سے اکثر معدے کی تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں اگر ان پر قابو پا لیا جائے تو بہت سی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ انتڑیوں میں اگر مختلف غدودوں سے نکلنے والی رطوبتوں کا توازن بگڑ جائے تو اس کے نتیجہ میں جراثیم خوب پنپتے ہیں اور ہوا پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

(باقی صفحہ 17 کالم نمبر 1 پر دیکھیں)

سیٹنگ وڈیزائننگ: کرشن احمد۔ نورالدین چراغ۔ مصباح الدین قادیان